قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی خط و کتابت بنیجر الفضل قادیان کے پتہ پر ہو

اِنَّ ... بیدِ اللّٰہ

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد

جلد ۱ | ۹ - جولائی ۱۹۱۳ء مطابق ۴ شعبان ۱۳۳۱ھ بروز چہارشنبہ | نمبر ۴

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔ اس ہفتہ آپ کی طبیعت الحمد للہ اچھی رہی۔ اہل بیت حضرت مسیح موعود و صاحبزادگان والاتبار بھی خیریت سے ہیں

قرآن مجید صبح کے درس میں سورہ حج شروع ہے۔ اور عصر کے درس میں سورہ شعراء۔ اور صاحبزادہ صاحب کے قرآن الفجر میں سورۂ انعام اور ظہر کے درس میں پارہ دوم شروع ہے۔ بخاری پہلا ربع ختم ہو چکا اب کتاب السلم شروع ہونے والی ہے۔ اور مستورات کا درس قرآن سورہ دخان رکوع ۳۔ اور بخاری کتاب البیوع میں تقریباً ہمارے ساتھ ہیں

۲۔ جمعہ کے دن زن و مرد مسجد اقصیٰ میں چلے جاتے۔ جس سے بعض شریروں کو شرارت کرنیکا موقعہ مل گیا اور ایک دو صاحبوں کا مالی نقصان ہو گیا۔ اس سے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی تجویز کو حضرت مولویصاحب نے منظور فرما لیا۔ وہ یہ کہ تا حصول اطمینان طایفۃ المومنین ۱۲ بجے سے بعد نماز جمعہ ہو جانے تک پہرہ دے اور پھر یہ فدائی مسجد مبارک میں جمعہ پڑھ لیں۔ چنانچہ اس جمعہ اس تجویز کے مطابق لاہور کے مخلص و پرجوش نوجوان بابو وزیر محمد صاحب اور چند افغانستانی احباب اور منشی اکبر شاہ خاں صاحب نے اپنے بیس تیس لڑکوں کے ساتھ پہرہ دیا اور جب لوگ مسجد اقصیٰ سے واپس پھرے تو حسب ارشاد امیر خانصاحب نے جمعہ پڑھایا۔ اور اپنا ایک پرانا خواب سنایا جس میں انہوں نے پہرہ اور وعظ کے متعلق یہی نقشہ دیکھا تھا۔

۳۔ ۵۔ جولائی عصر کے درس کے بعد حضور نے چغلخوری۔ سنامی۔ ہیزم کشی۔ سخن چینی اور فساد کی باتیں پھیلانے اور ایک دوسرے کو لڑوانے پر نہایت موثر اور دل ہلا دینے والے پیرایہ میں سخت تنبیہ فرمائی اور استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ تین بار پڑھوا کر گویا ایک قسم کی بیعت لی طالبعلم زیادہ تر مخاطب تھے

۴۔ مولوی صدر الدین صاحب نے دار العلوم میں حضرت مولویصاحب کے لکھوائے ہوئے نوٹوں کی بنا پر اپنا حشر کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ شیخ غلام احمد صاحب نے ایک صبح کو وعظ کیا۔ مولوی فاضل شیخ عبد الرحمن صاحب نومسلم (انصار اللہ) میاں محمد امین صاحب وٹرنیری اسسٹنٹ کے ساتھ ان کے وطن دھرم کوٹ رندھاوا میں بلیغ کے لئے چلے گئے۔ شیخصاحب نے جیسا کہ مامور من اللہ کی جماعت کا قاعدہ ہے بہت جرأت کے ساتھ اپنے امام کو بطور ایک نبی اللہ و مسیح کے پیش کیا اور لوگوں کو متنبہ کیا کہ اپنے ایمانوں کی فکر کرو۔ اسلام چاہتے ہو تو وہ صرف احمدیہ سلسلہ میں ہے۔ تین لیکچر ہوئے رات کو ایک وعظ عورتوں میں بھی ہوا دو لیکچر ڈیرہ بابا نانک میں ہوئے وہاں چولا صاحب کے محافظوں سے بھی کچھ گفتگو ہوئی۔ شیخصاحب نے ان کو بتایا کہ اس وقت بابا صاحب کی سچے دل سے حقیقی طور پر تعظیم کرنیوالی ایک ہی جماعت احمدیہ ہے۔ انکو شکوہ تھا کہ چولا صاحب پر قرآن لکھا ہوا تا کر

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب پرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا۔

جنگ بلقان کی خبریں

۲ جولائی (بلغراد ۳۰ جون) سربی پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران میں آج یہ خبر پھیل گئی کہ بلغاریوں نے تمام سرحد کے ساتھ ساتھ سربیوں پر حملہ کر دیا ہے۔ اس خبر سے اسقدر جوش پھیلا کہ پارلیمنٹ کا اجلاس برخاست ہو گیا۔

۳ جولائی (ایتھنز یکم جولائی) بلغاریہ کے ایک ہی وقت میں یونانیوں کے قریباً ڈیڑھ سو میل محاذ پر حملہ کر دینے کی وجہ سے جو اعلان جنگ کے بغیر عمل میں آیا ہے گورنمنٹ یونان نے سالونیکا کی بلغاری پلٹن کو حکم دیا ہے کہ ہتھیار رکھدے۔

(سالونیکا یکم جولائی) جو انگی اسلحہ سے انکار کرنے پر لڑائی بندوقوں سے شروع ہوئی بعد میں توپیں بھی استعمال کی گئیں آخر سات بجے صبح بلغاریوں نے امن طلب کیا اور ہتھیار ڈالدیئے

(لنڈن ۲ جولائی) کل بھی لڑائی جاری رہی اور تمام جنگی لائن سے بلغاریوں کو پسپا کر دیا گیا۔ انکی ۶ تیز چلنے والی توپیں اور آٹھ سو اسیر سربیوں کے ہاتھ آئے۔ سربیوں نے بھی عظیم نقصان اُٹھایا۔

(بلغراد ۲ جولائی) معلوم ہوا ہے کہ پہلے روز کی لڑائی میں بلغاریوں کے ۶ ہزار آدمی کام آئے۔ سربیوں نے مقام کرشانہ کی طرف بلغاریوں کا تعاقب کیا۔

مقام چو میدیہ میں درلی کے ڈویژن نے دشمن کی دس مشینی توپیں اور ایک کامل کمپنی گرفتار کر لی۔ کل ایک ہزار بلغاری اسیر ہوئے۔ جن میں سے ۱۳۰ افسر تھے۔ اسیروں کا بیان ہے کہ فرڈی نند شاہ بلغاریہ نے سرویا و یونان کیساتھ جنگ کرنیکا علان کر دیا ہے۔

(سالونیکا ۲ جولائی) شاہ یونان جارحانہ پہلو اختیار کرنے کے لئے آج صبح میدان جنگ کو روانہ ہو گئے

(لنڈن ۲ جولائی) یونان نے دول کے نام ایک نوٹ بھیجا ہے جس میں بلغاریہ پر اس امر کا الزام لگایا ہے کہ اس نے پایۂ تخت روس میں تصفیہ اختلافات سے پیشتر متنازعہ علاقوں پر قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے یونانیوں پر حملہ کر دیا۔

(الہ آباد ۲ جولائی) ترکی نے جس کی فوج شتلجہ کی لائن میں پڑی ہے۔ جہاں سے بلغاری چلے گئے تھے۔ صوفیہ کو ایک مطالبہ جس میں مضمون بھیجا ہے کہ بلغاریہ تاوان جنگ کے مطالبہ سے دست بردار ہو جائے اور ساحل مار مورہ کا علاقہ چار روز کے اندر خالی کر دے۔

۵ جولائی (لنڈن ۳ جولائی) سربیوں نے بلغاریوں کو شکست دیکا ہے۔ اس پر خوب خوشیاں منا رہے ہیں

یقین کیا جاتا ہے کہ جنگ ترکی کے کسی معرکہ میں اس کے برابر خونریز لڑائی نہیں ہوئی۔ سربیوں نے بلغاریوں کو ہٹا دیا ہے۔ زیٹو دا اور دریائے بریگلینز اسے بھی پار ہٹا دیا۔ لڑائی ہنوز جاری ہے۔ بلغراد کے تاروں کے مطابق چار ہزار بلغاریوں نے ہتھیار ڈالدیئے ہیں سربی بھی اپنے دو ہزار کے نقصان کا اعتراف کرتے ہیں۔

سالونیکا کا ایک تار مظہر ہے کہ بلغاریوں سے ہتھیار رکھوانے کے اثنا میں پیرکے میں ۲۸ یونانی اور ۴۰ بلغاری ہلاک اور ۱۵ یونانی اور ۲۰ بلغاری زخمی ہوئے اور ۱۳۰۱ بلغاری اسیر ہوئے۔ بلغاریوں نے ۱۲ مکانات پر قبضہ کیا جنمیں ایک مسجد بھی تھی۔

بلغاریہ نے کل بڑے زور کے ساتھ روس سے اپیل کیا ہے کہ ایتھنز اور بلغراد میں مداخلت کرے۔ بلغاریہ ۲۴ گھنٹے تک لڑائی موقوف رکھنے کا وعدہ کرتا ہے

(بلغراد ۳ جولائی) سربیوں نے منگل کے روز بلغاریہ کی رائیلو ڈویژن کی ۷۰ توپوں میں سے ۲۹ توپیں گرفتار کیں۔ اس کے علاوہ گولی بارود اور رائفلوں کی معتدبہ مقدار ان کے ہاتھ آئی۔ تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ بلغاری اب اس تمام علاقہ سے خارج کر دیئے گئے ہیں جس سے انھوں نے سربیوں کو نکالدیا تھا۔ سربیوں نے ۲۴ بلغاری پلٹنوں کو سخت ابتری کی حالت میں دریائے زیٹو دا سے پار بھگا دیا۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ بلغاریوں کے ۸۰۰۰ ہلاک اور ۱۸۰۰۰ مجروح ہوئے۔

(لنڈن ۳ جولائی) یہاں کے سفارتی حلقوں میں اس امر کا زبردست احساس پایا جاتا ہے کہ اب بلقانیوں کے میدان جنگ میں اتر آنے پر بہتر ہوگا۔ کہ انہیں خود لڑکر فیصلہ کر لینے کا موقعہ دیا جائے

(صوفیہ ۳ جولائی) گورنمنٹ بلغاریہ سربی کامیابیوں سے صاف انکار کرتی ہے۔

(لنڈن ۳ جولائی) سالونیکا سے باہر کل کی لڑائی میں بلغاریوں کو سخت نقصان ہوا۔

سربیوں کا بیان ہے کہ آج کوشانہ کے قریب جنگ ہو رہی ہے

(قسطنطنیہ ۳ جولائی) ترکی اخبارات گورنمنٹ کو بڑے زور سے توجہ دلا رہے ہیں۔ کہ بلغاریوں سے انتقام لینے کے لئے شتلجہ کی فوج کو تیار رہے۔

(لنڈن ۴ جولائی) کہ یونانیوں نے شرگیل پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور سربیوں کے ساتھ دوبارہ ناسہ دیپام ہوکر نگرلیہ پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ بلغاری اس سراسیمگی سے بھاگے کہ دریائے وار دار میں ان کے کئی سپاہی غرق ہو گئے۔

دو ہزار مجروح سربی بلغراد میں ...... پہونچے ہیں اسی پلی کے تین روز کی جنگ میں ۶ ہزار سربی مقتول و مجروح ہوئے۔ اور بلغاریوں کا اس سے زیادہ نقصان ہوا۔ مقامات کوشانہ اور اشتیب میں لڑائی جاری ہے

بلغاریوں نے مقام نگرسیٹہ اور یوگڈیز کے باشندوں کا خوب قتل عام کیا۔

(صوفیہ ۴ جولائی) کل دوپہر تک بلغاریوں نے تین ہزار سربی اور ۱۸ توپیں گرفتار کی ہیں۔

کسٹنڈیل کے اعلیٰ افسر پولیس نے تار دیا ہے۔ کہ سربی فوج بلغاری سرحد کو بھی عبور کر گئی ہے۔ اور زرلوک کی بلندیوں پر قابض ہو گئی ہے جو صوفیہ سے قریباً پچاس میل جنوب کیطرف واقعہ ہے۔ یونانیوں کی طرف سے بھی سالونیکا کے شمال میں مسلسل فتوحات کی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔

یونانیوں نے نگرسیٹہ پر کامل فتح حاصل کر لی ہے اور ۱۵ ہزار بلغاری گرفتار کئے۔ جو جلا وطن کئے جا رہے ہیں۔ ساتواں ڈویژن خبر دیتا ہے کہ اس نے ایک سالم بلغاری ڈویژن کو گرفتار کر لیا ہے۔

مختلف خبریں

(قسطنطنیہ ۴ جولائی) سفراء دول کی ایک کمیٹی نے کل اس اصلاحی سکیم پر بحث کی جو باب عالی نے ایشیاء کوچک کے متعلق پیش کی ہے اور جس میں تقسیم اختیارات ایک انسپکٹر جنرل اور دیگر سرکاری اہلکاروں کے تقرر اور دیگر مسائل کا ذکر ہے

(رنگون؟ ۳ جولائی) متعلق جنگ سے ایک سازش کی تفصیل کا انکشاف ہوا ہے۔ جو یوآن شیکائی کے خلاف عمل میں لائی گئی تھی اور جسکا مقصد لوکل گورنمنٹ کو تہ و بالا کرنا تھا۔ اس کے متعلق ۵۵ سازشیوں کو پھانسی دیگئی ہے

(لنڈن ۳ جولائی) ہوا باز مرلی میں کل روس سے واپس آکر مقام دورسیلز میں اترا۔ ۳ ہزار میل کا فاصلہ اُڑکر آیا ہے۔

حقوق طلب عورتوں کی یونین کی لنڈنی گریجوایٹ نے حضور ملک معظم کی خدمت میں مسز پنکہرسٹ کی معافی کے لئے درخواست گذرانی ہے۔

ٹائمز کا نامہ نگار کلغان (چین) سے تار دیتا ہے کہ چین اور منگولیہ کی تجارت بالکل بند ہے کیونکہ ہر قسم کے وسائل بار برداری کی ...

الفضل قادیان

مؤرخہ ۹ جولائی ۱۹۳۱ء

گورنمنٹ اور حجاج

جدّہ کو واپسی

حج کے بعد جو لوگ مدینہ جا چکے ہوتے ہیں وہ جدہ کو واپس آتے ہیں جہاں اور بھی مصائب ان کے پیش آتی ہیں۔ مکہ میں تو پانی مل ہی جاتا ہے۔ یہاں پانی ملتا ہی نہیں۔ چھ آنہ کا ایک پیپہ پانی ملتا ہے اور وہ بھی ایسا گندلہ اور میلہ کہ اس کا پینا مشکل ہوتا ہے مشین کا صاف کیا ہوا پانی صرف امراہی کر ملتا ہے۔ کیونکہ اول تو وہ دیتے ہی ان لوگوں کو ہیں جنسے واقفیت ہو اکثر حصہ ترکی حکام اور قنصلخانوں میں چلا جاتا ہے۔ مسافروں کو تو اجرت دینے سے بھی مشکل سے مل سکتا ہے۔ اور پھر وہ اس قدر گراں ہوتا ہے کہ غریب حاجی اسے خرید بھی نہیں سکتے

ان مصائب کا نتیجہ

میں نے دیکھا ہے کہ مکہ اور جدہ میں غربا اس طرح پڑے ہوئے ہوتے ہیں جیسے بہایم کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا۔ بیمار ہو جائیں تو کوئی پوچھنے والا نہیں ایک جگہ میں نے دیکھا کہ بازار میں دو شخص پڑے ہوئے ہیں ایک مردہ اور ایک زندہ۔ زندہ بھی قریبًا مردہ تھا۔ اور جانکندنی کی حالت میں تہا تڑپ رہا تھا۔ اور کوئی اس کا حال پوچھنے والا نہ تھا۔ جس مکان میں وہ رہتے تھے اس کے مالکان نے اس ڈر سے کہ کہیں ان کے مرنے پر ان کی تکفین وتدفین نہیں کرنی پڑے انہیں اسی حالت میں گھر سے باہر نکال کر پھینکدیا تھا۔ وطن سے ہزاروں کوس کے فاصلہ پر عزیز و آشنا سے دور جبکہ اپنا کوئی پیارا ساتھ نہ تھا۔ صرف غربت کے سبب ان مساکین کے ساتھ یہ معاملہ ہوا تہا میں نے اس شخص سے جس میں ابھی کوئی دم باقی تہا پوچھا کہ وہ کہاں کا رہنے والا ہے۔ بڑی مشکل سے اس نے بتایا۔ کہ بلبگڈہ ضلع دہلی کا۔ جب پوچھا کہ کیا اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہے تو اس نے صرف انگلی اٹھا کر آسمان کیطرف اشارہ کیا یعنے اللہ اسکی حالت نازک تھی اور اسوقت کسی قسم کی ہمدردی اس سے نہیں ہو سکتی تھی۔ مکہ میں طبیب بھی کوئی نہیں کہ جسے بلوا کر علاج کروایا جا سکے۔ تھوڑی ہی دیر میں اسکی جان نکل گئی اور غالبًا گورنمنٹ کے ملازمین نے اٹھا کر انہیں دفن کر دیا۔

اسی طرح ایک دفعہ میں جدہ میں سمندر کی طرف سے آ رہا تھا کہ ایک شخص کو دیکھا کہ جانکندنی کی حالت میں ہے اور خالی زمین پر پڑا ہوا ہے۔ ایک گودڑی پاس ہے اور کچھ سامان نہیں زمین نشیب والی تھی اور وہ اس طرح لیٹا ہؤا تھا۔ کہ سر نیچے اور ٹانگیں اوپر کیطرف تھیں۔ یہ حالت پھر ایسی غربت میں دیکھنے والے کا کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ مگر وہاں سینکڑوں اس قسم کے حادثات ہوتے ہیں۔ بارہا بازاروں میں ننگی لاشیں پڑی ہوئی دیکھیں۔ اور ان میں سے اکثر ہندوستانیوں کی لاشیں ہوتی تھیں۔ کیونکہ دوسرے ممالک کے لوگ اکثر پورے اخراجات لیکر آتے ہیں۔ اور اگر وہ بیمار بھی ہو جائیں تو جن لوگوں کے گھروں میں ٹھیرے ہوئے ہوں وہ روپیہ کے لالچ سے انکی اچھی طرح خدمت کرتے ہیں۔

عبرت انگیز نظارہ

یہ تو عام مصیبتیں ہیں کہ جو ان غربا کو اس سفر میں پیش آتی ہیں لیکن نہایت دردناک نظارہ وہ ہے کہ جب بعض لوگ ہر قسم کی دقتیں برداشت کرتے ہوئے اپنی جان کو مصیبتوں میں ڈالکر واپسی کا کرایہ بچا کر جدہ پہونچتے ہیں اور وہاں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے جو روپیہ ٹکٹ کے لئے بچایا وہ کافی نہیں اور اس رقم میں وہ واپس ہندوستان نہیں پہونچ سکتے۔ اس وقت ان غریب حاجیوں کی پریشانی کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ اللہ ایک پرندہ کی طرح جسے تازہ ہوا کی بجائے۔ سبز و شاداب درختوں کی ٹہنیوں کی بجائے وسیع و پر فضا میدانوں کی بجائے ایک تنگ و تاریک قفس میں بند کر دیا جاتا ہے۔ وہ تڑپتے ہیں۔ لیکن انکا تڑپنا اس پرندے کے تڑپنے سے زیادہ دردناک ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پھر بھی اپنے پروبال پہ کچھ بھروسہ رکھتا ہے۔ لیکن یہ بالکل ہی بےکس و بےبس ہوتے سمندر میں پیدل بھی تو نہیں چل سکتے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جنکے پاس روپیہ اتنا تو ہوتا ہے کہ وہ ٹکٹ خرید کر ہندوستان پہونچ جائیں۔ لیکن اسقدر جہاز جدہ موجود نہیں ہوتے۔ کہ جو انہیں جلدی وہاں سے لاد کر لے آئیں۔ کیونکہ موجودہ کمپنیاں کسی قانون کے ماتحت حاجیوں کے واپس لانے کی پابند نہیں ہیں۔ بلکہ وہ بمبئی سے مال لاد کر لے آتی ہیں اور پھر حاجیوں کو لے جاتی ہیں۔ لیکن بعض دفعہ مال جلدی نہیں ملتا اور اس لئے دس دس پندرہ پندرہ بلکہ اس سے بھی زیادہ دن انہیں بمبئی خرچ کرنے پڑتے ہیں اور چونکہ راستہ میں مختلف مقامات کا اسباب بار کیا ہؤا ہوتا ہے۔ عدن۔ حدیدہ۔ مسووہ۔ سواکن وغیرہ بندروں پر جہاز ٹھیرتے آتے ہیں۔ اور غریب حاجی ان کے انتظار میں دن کاٹتا ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ سینکڑوں ایسے آدمی جدہ میں پڑے ہوئے تھے کہ اگر ان کو آتے ہی جہاز ملجاتا تو وہ پورے کرایہ سے واپس آ سکتے تھے۔ لیکن چونکہ پندرہ بیس دن انہیں جہاز کا انتظار کرنا پڑتا ہے اس لئے وہ جہاز سے رہ گئے۔ کیونکہ کرایہ کا کچھہ حصہ وہ جدہ کی رہائش میں خرچ کر چکے تھے۔ ایک دو دن کا فاقہ ہو تو وہ کر لیتے لیکن پندرہ بیس دن تک پیٹ پر پتھر باندھ کیونکر رکھ سکتے تھے ذرا ان مساکین کی حالت کا اندازہ تو کرو جو ایک ایسی جگہ پر پڑے ہوئے ہیں جو ان کے وطن سے ہزاروں میل پر ہے۔ جیب میں صرف اتنے روپے ہیں کہ جس سے وہ ٹکٹ خرید سکیں اور جہاز بندرگاہ پر موجود نہیں بغیر کھائے پئے زندہ نہیں رہ سکتے۔ پھر سوچو کہ ہر ایک لقمہ جو ان کے پیٹ میں جاتا ہوگا۔ ان کے لئے کس دکھ کا موجب ہوتا ہوگا۔ کہانا اور پانی آدمی کی غذا ہیں اور ان کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا وہ اس کے نشوونما کا سبب ہیں۔ اس کی قوت کا ذریعہ ہیں لیکن ان مساکین کیلئے وہ غذاء جان نہیں۔ بلکہ بلاء جان ہو جاتی ہے اور کھانا انہیں قوت پہونچانیکی بجائے ان کے دلوں کو مرجھا دیتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہر ایک گلاس پانی کا اور ہر ایک لقمہ جو ان کے حلق سے نیچے اترتا ہے ان کو وطن سے دور کر رہا ہے اور اس کرایہ کی رقم کو جو انہوں نے بیسیوں مصائب برداشت کر کے پس انداز کی تھی کم کر رہا ہے۔ وہ کھانا نہیں کھاتے خون جگر کھاتے ہیں۔ ایک شخص نے جو کبھی کبھی ہمارے گھر پر آتا تھا۔ بتایا کہ وہ پانی پینے کی غرض سے وہاں آ جاتا۔ بہوپال کے ایک رئیس مدار المہام جلال الدین صاحب کے نواسے وہاں ملے۔ انہوں نے بتایا کہ میرے ساتھ بہت سے آدمی ہیں جنکے پاس ٹکٹ کا کرایہ تو موجود تہا۔ لیکن اب جدہ میں اتنے دن گزارنے کے بعد وہ ایک حصہ کرایہ کا کھا چکے ہیں اور ان کے لئے ہندوستان واپس جانا مشکل ہو گیا ہے۔ غرض کہ جہازوں کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگ سخت تکلیف

پاتے ایک شخص ہمیں ملا جو پنجابی معلوم ہوتا تھا جب اس سے پوچھا کہ کیا تم پنجابی ہو تو اسنے جوابدیا کہ ہاں اور یہ کہکر رو رہے رو پڑا۔ اور آنسو ٹپاٹپ اسکی گالوں پر پڑنے لگے اسنے بتایا کہ صرف کرایہ باقی رہ جاتا ہے نہیں اگر جلد جہاز نہ ملا تو بالکل رہ جاؤنگا جب کوئی جہاز آبھی جاتا ہے تو اسقدر مسافروں کو وہ لاد نہیں سکتا ٹکٹ فروخت ہوتے وقت عجیب دردناک نظارہ ہوتا ہے بوڑھے بوڑھے آدمی چیخیں مار کر روتے ہیں اور خدا کیواسطے دیتے ہیں کہ للہ ٹکٹ دیدو مگر ٹکٹ ہوں تو دیں سات آٹھ سو ٹکٹ اور ہزاروں آدمی کس کس کی درخواست پوری کریں الغد اللہ خدا کے گھر عبادت کرنیکے لئے آنیوالے لبیک اللّٰھم لبیک کے پکارنیوالے مینے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں کہ جہازی کمپنی کے ملازموں کے آگے سجدہ کرتے تھے ناک رگڑتے تھے ہاتھ جوڑتے تھے کہ خدا کے لئے ہمیں ٹکٹ دیدو نہیں تو فاقوں سے مرجائینگے اسوقت خدا تعالیٰ سے زیادہ وہ ان ملازموں کو طاقتور سمجھتے تھے کیا یہ عبرت کے نظارے نہیں ہیں

شریف مکہ سے ملاقات شریف مکہ نہایت خلیق آدمی ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی تو مینے انکی خدمت میں عرض کیا کہ مکہ کی صفائی کی طرف کچھ توجہ نہیں ہمارے بلاد میں تو صفائی کا بہت لحاظ رکھتے ہیں۔ آپ کے ہاں اسطرف توجہ ہونی چاہیئے انہوں نے جوابدیا کہ یہ سب ہندوستانیوں کا قصور ہے یہاں آکر گلیوں میں پڑ رہتے ہیں اور وہیں پاخانہ و پیشاب کرتے ہیں۔ ہزاروں آدمیوں کے گند کو ہر وقت کیونکر صفا کیا جائے مینے کہا آپ گلیوں میں پڑ رہنے سے منع کر دیں کسی کو اجازت نہ ہو کہ وہ گلی میں آرام کرے یا کسی قسم کی غلاظت پھیلائے انھوں نے جوابدیا کہ یہ لوگ اپنے وطنوں سے نکلکر یہاں آگئے ہیں۔ اگر ہم ایسا حکم جاری کردیں تو انکے پاس خرچ تو ہے نہیں کہ مکان لے لیں جنگل میں مرجائینگے یہ تو آپ لوگوں کا کام ہے کہ ایسے آدمیوں کو آنے ہی نہ دیں اس جواب پر مجھے خاموش ہی ہونا پڑا

جہاز کا حال جو لوگ جہاز میں سوار ہوجاتے ہیں انکا بھی برا حال ہوتا ہے۔ حجاج کو لیجانے اور لانیوالے جہازات اسقدر بوسیدہ اور پرانے ہوتے ہیں کہ الامان مدتوں کسی کمپنی میں کام کرنیکے بعد وہ لے لئے جاتے ہیں۔ اور پھر برسوں تک حاجیوں کے لانے لیجانے میں کام آتے ہیں۔ نہ وہاں صفائی کا لحاظ نہ حجاج کے آرام کا خیال نہ کوئی ڈیک ہوتا ہے جسپر مسافر ٹہل سکیں۔ پانی کا انتظام سخت خراب ہوتا ہے فسٹ کلاس والوں کو تکلیف پہنچتی ہے رفتار اسقدر سست ہے کہ تیرہ دن میں جہاز جدہ سے بمبئی پہنچا ہے حالانکہ نئے جہازات نو دن میں آسانی سے پہنچ سکتے ہیں اور یہ سب تکالیف اسلئے ہیں کہ گورنمنٹ انکو انکی اصلاحات پر مجبور نہیں کرسکتی ہے اور جب تک کسی طرح انہیں مجبور نہ کیا جائے یہ اصلاحات مشکل ہیں پس ان باتوں کے ہوتے ہوئے اگر کسی کمپنی سے ٹھیکہ کیا جائے اور واپسی ٹکٹ خریدنا ضروری قرار دیا جائے تو بجائے نقصان کے فائدہ ہوگا کیونکہ اس طرح وہ بخل جو حجاج کو راستہ کا کرایہ بچانیکے لئے کرنا پڑتا ہے اسکی حاجت نہ رہیگی اور اس طرح وہ پہلی بیان کردہ مشکلات سے بہت حد تک بچ جائینگے ہاں اس موقعہ سے شرائط کا کچھ فائدہ اٹھانا چاہیئے تاکہ موجودہ مشکلات بالکل دور ہوجائیں اور میں انشاء اللہ اگلے پرچہ میں اپنے خیال کے مطابق شرائط کا ایک نقشہ پیش کرونگا۔ جن سے ان نقائص کے دفعہ کرنے میں سہولت ہوگی والتوفیق من اللہ

واقعات اور رائیں

اجمیر کے فقیر وہ بزرگ جس نے تمام ہندوستان میں اسلام کی دارغ بیل ڈالی جو ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کو چاہ ضلالت سے نکالنے کا باعث ہوا۔ اب اسکے مزار پر جاکر بجائے اسکی زندگی سے نفع حاصل کرنیکے لوگ جو حرکات کرتے ہیں وہ ہمعصر "توحید" ان الفاظ میں بیان کرتا ہے "ایک اجنبی کو سب سے زیادہ عجیب چیز جو اجمیری عرس میں نظر آتی ہے وہ گداگر فقیر ہیں کوئی تو ڈنڈا ہاتھ میں لیکر خواجہ صاحب کے گنبد کی طرف بے تحاشا دوڑتا ہے اور کہتا ہے خواجہ دے نہیں تو تیرے گنبد کو توڑتا ہوں۔ کوئی منہ میں کف بھرے مستانہ انداز سے گنبد کی طرف ٹکٹکی لگائے بیٹھا ہوا ہے۔ اور خلقت اسکے آگے پیسے چونیاں دونیاں روپے ڈال رہی ہے کوئی گرم فرش پر اوندھا پڑا ہوا ہے اور کمر پر ایک بھاری سل رکھ چھوڑی ہے کوئی کہتا ہے پانسو روپیہ لونگا۔ کوئی آواز لگاتا ہے فقط پونے سولہ آنے مانگتا ہوں سینکڑوں عورت و مرد ہاتھوں میں ڈوریاں باندھے بیٹھے ہوئے ہیں جنکا ایک سرا کھرنی کے درخت میں بندھا ہوا ہے یہ منہ سے کچھ نہیں کہتے خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ رات کیوقت لوگ انکے پاس جاتے ہیں اور چپکے چپکے ان کا مقصد معلوم کرکے مدد کردیتے ہیں الغرض اس قسم کے سینکڑوں ڈھب بیتے مانگنے کے ہیں۔ اور سب نہال و مالا مال ہوکر جاتے ہیں" افسوس جس بزرگ کی زندگی کا مقصد مسلمانوں سے غفلت کا دور کرنا اور انکا تعلق خدا سے پیدا کرنا تھا۔ اسکے مزار کو دنیا کمانے کا آلہ اور سستی و کاہلی کا ذریعہ بنایا جارہا ہے

غیرت اسلامی

جلبی آفندی نامی ایک طرابلسی عرب جس نے اطالویوں کی اطاعت قبول کرلی تھی۔ اسکی بہن پر ایک اطالوی افسر عاشق ہوگیا۔ اور اس سے نکاح کا ارادہ ظاہر کیا جلبی آفندی نے انکار کیا مگر اطالوی افسر نے جبراً نکاح کرلینے کی دھمکی دی۔ جس پر جلبی آفندی نے اطالوی وزارت جنگ سے بذریعہ تار اپیل کی مگر اطالین وزارت جنگ نے جوابدیا کہ جب ایک مسلمان ایک مسیحی عورت سے شادی کرسکتا ہے تو مسیحی مسلمان عورت سے کیوں شادی نہیں کرسکتا۔ گو اس حکم کے خلاف عربوں نے بہت شور مچایا لیکن کچھ پیش نہ گئی اور آخر جلبی کو ماننا پڑا مجلس نکاح میں لڑکی کے چچا زاد بھائی نے کہا کہ شادی ہماری شریعت کی رو سے ناجائز ہے اسپر اطالوی افسر نے اسے مجلس سے نکالنا چاہا۔ لیکن غیور مسلمان نے موت کو بیدینی پر ترجیح دی جان ہتھیلی پر رکھکر اول اس افسر کو اور بعد ازاں جلبی آفندی کو گولی ماردی اور پیشتر اسکے کہ کوئی اسپر قابو پاتا اپنی چچا زاد بہن کو اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کرکے بلاد تنجہ کو بھاگ گیا اور خدا نے اسطرح اسکی بھی جان بچالی

ناکردہ گناہ

ظالم انسان کسی کو کیوں قتل کرتا ہے کیا کسی پہلے قتل کے بدلے کسی گناہ کی پاداش میں نہیں صرف ناکردہ گناہ صرف اسلئے کہ اسکی فطرت ہی ایسی ہے گورنمنٹ برطانیہ پر ظالمانہ برتاؤ کا اعتراض کرنیوالے خود کیا کرتے ہیں ایک بستے ہوئے گھر کو اجاڑ دیتے ہیں ایک بیگناہ انسان کی جان لے لیتے ہیں صرف اپنا بم باز ہونا ثابت کرنیکے لئے وہ نہیں جانتے کہ وہ کیسے ظالمانہ افعال کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کیا ان بموں سے گورنمنٹ ہندوستان چھوڑ دیگی موضع کٹ بیادی ضلع میمن سنگھ میں ایک بنگالی نوجوان اپنے گھر میں بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا کہ ایک بم کمرے میں آگرا۔ اور نوجوان کے دونوں بازو اڑ گئے اسکا باپ آواز سن کر دیکھنے آیا تو ایک اور بم نے اسکا استقبال کیا۔ اور وہ بھی مجروح ہوا بم پھینکنے والا باوجود تعاقب کے بھاگ گیا آخر اس فعل کا نتیجہ کیا نکلا یہی نہ کہ دو غریب عمر بھر کے لئے ناکارہ ہوگئے

ہندوستانی شرفا کہاں جائیں

بمبئی بڑودہ ریلوے میں درمیانہ درجہ کوئی نہیں اسلئے غریب میانہ رو جو دوم درجہ میں سفر نہیں کر سکتے سوم درجہ میں بیٹھنا پڑتا ہے مگر بعض شرفا کو اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ آخری درجہ ہونیکے باعث ہر قسم کے لوگ اس میں سوار ہوتے ہیں اور علاوہ سخت پُر ہونیکے ایسا شور و غوغا وہاں ہوتا ہے کہ الامان نازک طبع آدمی کو بعض کمینہ فطرت لوگوں کے ساتھ بیٹھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے جن کی بات بات میں گالی اور فحش کی بھرمار ہوتی ہے اسلئے دیسی بیوپار منڈل نے یہ درخواست کی ہے کہ تنگ پٹری کی لائن پر ڈیوڑھا درجہ بھی لگایا جائے۔ ہمارے خیال میں بڑی پٹری کی لائن بھی اسکی محتاج ہے گو ایک مبلغ کے لئے تیسرا درجہ بہت موزون ہے

انگریز پاک ہو گئے

ہندو مسلمانوں سے چھوت کرتے ہیں کیوں اسلئے کہ وہ غلیظ ہیں کوئی لاکھ ثابت کرے کہ اگر بعض مسلمان میلے رہتے ہیں تو بعض ہندو بھی غلیظ رہتے ہیں مگر ما وجدنا علیہ اٰباءنا کی دلیل کو کون رد کرے مسلمان تو خیر ہندو سب غیر ہندو قوموں سے چھوت کرتے ہیں حتیٰ کہ انگریزوں سے بھی مگر شک ہے کہ اب انگریز پاک ہو گئے ہیں۔ ایک برہمن نے اعلان کیا ہے کہ کیا لاہور میں کوئی یورپین یا یوروشین خاندان ایسا ہے جو دو سات آٹھ برس کے بچوں کو اپنے گھر میں رکھ سکے ذات پات اور چھوت کا کچھ لحاظ نہ ہوگا۔ دیکھئے مسلمان کب پاک قرار دیئے جاتے ہیں

مکڑی کا شکار

مکڑی کا قاعدہ ہے چپ کر کے بیٹھ رہتی ہے اور جب مکھی قریب آتی ہے پکڑ لیتی ہے پچھلے دنوں بعض پولیس افسروں سے بھی ایسی ہی حرکت سرزد ہوئی مدراس ریلوے کے ملازموں نے ایک جلسہ کر کے اس بات پر بحث کی کہ ہم اپنے حقوق کا مطالبہ کیونکر کریں پولیس کے چند افسر بھی وہاں بیٹھے رہے اور خاموش سنتے رہے بعد میں مقدمہ کر دیا کہ بغیر حصول اجازت پولیس جلسہ کیوں کیا مگر مجسٹریٹ نے اس بنا پر مقدمہ خارج کر دیا کہ وہ عام جلسہ ہی نہ تھا۔ اصل میں پولیس کو چاہیئے تھا کہ پہلے جلسہ ہی نہ ہونے دیتے

زندہ ریاست

بعض ریاستیں مردہ ہوتی ہیں وہاں پبلک کے مفید مطلب کوئی کام نہیں ہوتا مگر کوچین کی ریاست زندہ ریاستوں میں سے ہے حال میں اس ریاست کے ذمہ وار احکام نے ایک کاغذ کی فیکٹری کھولنے کے لئے امداد کا وعدہ کیا ہے چونکہ جنگلات وہاں بہت ہیں اسلئے مصالحہ بہت ہے اور ریاست نے ایسے کارخانہ کے لئے بارہ سال کے لئے زمین برائے عمارت مفت دینے کا وعدہ کیا ہے بانس بھی جن سے کاغذ بنتا ہے صرف کٹائی اور کرایہ لیکر مفت دیئے جائینگے

سپید سر دیا سلائی

دیا سلائیاں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو وہ جو عام طور پر ہندوستان میں رائج ہیں یہ ذرہ سی رگڑ پر جل اٹھتی ہیں اور اگر کوئی بچہ انہیں کھائے تو ضرر رساں ہیں حال میں گورنمنٹ نے قاعدہ پاس کر دیا ہے کہ انکی بجائے وہ دیا سلائیاں استعمال کیجائیں جو سفید سر والی ہوتی ہیں اور بغیر ایک خاص مصالحہ پر رگڑنیکے انکو آگ نہیں لگتی علاوہ محفوظ ہونیکے یہ نسبتاً بے ضرر بھی ہوتی ہیں یکم جولائی سرکی دیا سلائی ہندوستان میں داخل نہ ہو سکیگی اور پچھلا ذخیرہ ختم کرنیکے لئے ۳۰ر جون ۱۹۱۴ء تک کی مہلت دیجائیگی جس کے بعد جہاں کہیں ایسی دیا سلائیاں پائی جائینگی تلف کیجائینگی

کب تک سوؤ گے

دنیا کی اصلاح کرنا تو مسلمانوں کا کام تھا۔ مگر کرتے ہیں اور لوگ مکتی فوج رذیل اور جرائم پیشہ اقوام کو تعلیم دیکر ابھار رہی ہے مشنری مدارس اور ہسپتال کھولکر لوگوں کی خبر لے رہے ہیں اب ہندوؤں نے بھی یہ کام شروع کر دیا ہے تازہ خبر ہے کہ دو ہندو سادھو بانسواڑہ اور ڈونگر پورہ کے جنگلات کا دورہ لگا رہے ہیں اور بھیل وغیرہ ادنیٰ قوموں کو اعمال رذیل سے بچانیکے لئے لکچر دیتے پھرتے ہیں اور انکی کوششیں بہت کچھ بارآور بھی ہوئی ہیں مگر مسلمان ابھی سوئے ہوئے ہیں شاید یہ سمجھتے ہوں کہ ؏

عجب طرح کی ہوئی فراغت گدھوں پہ اسپ لبوں پہ ڈالا
گدھوں کو بٹھا کر گدھے آدمی بن گئے ہیں اور ۔۔۔ گدھے

راون کا وطن

لنکا راون کا وطن ابتک چھوٹی سی نہر کے ذریعے ہندوستان سے جدا تھا لیکن گورنمنٹ برطانیہ نے دونوں ملکوں کو ریل کے ذریعہ سے ملانیکی کوشش کی ہے امید ہے کہ شروع سن ۱۹۱۴ء تک یہ ریل جاری ہو گی اور خود وائسرائے بہادر اسکا افتتاح کرینگے واقعی رامچندر جی اور راون کے وطنوں کا اس طرح پیوستہ ہونا ہندوؤں کیلئے پرانی روایات کا یاد دلانیوالا ہوگا

سوراج کا نمونہ

ہم ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ اکثر مظالم بجائے انگریزوں کے ہاتھ کے خود دیسیوں کے ہاتھوں ہوتے رہتے ہیں جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ سوراج کا پھل کیسا تلخ ہوگا اگر انگریز آج ہندوستان کو چھوڑ کر چلے جائیں تو ہندو مسلمان ایک دوسرے کو نوچ کر کھا جائیں اب بھی جہاں ایک دوسرے کو دکھ دینے کا موقعہ ملے کوئی کمی نہیں کیجاتی۔ ریاست پونچھ کے متعلق خبر آئی ہے کہ وہاں ایک جیلر بدری ناتھ نے قرآن شریف کی جلد پھاڑ کر پھینکدی اور اس طرح مسلمانوں کا دل ہی نہیں دکھایا بلکہ انکی مذہبی توہین کی مگر وزیر ریاست صاحب نے جو ریاست کے باشندے نہیں ہیں۔ رپورٹ پر کچھ توجہ نہ کی بلکہ اس کی ترقی کر دی اور مسلمان شکایت کنندوں کو حوالات میں دیدیا کیا یہی سوراج کا نمونہ ہے

کون سچا ہے

مہاراجہ کشن پرشاد صاحب سابق وزیر اعظم حیدرآباد نے اپنے ایک شعر میں توحید کا ذکر کیا تھا۔ اسپر ایڈیٹر پرکاش نے نوٹ چڑھایا کہ یہ اسلامی ریاست میں رہنے کا نتیجہ ہے الفضل نے اسپر یہ مناسب ریمارک کیا تھا کہ جب توحید کا اقرار اسلامی خیالات کا نتیجہ آپ مانتے ہیں تو ثابت ہوا کہ وید میں توحید نہیں ہے۔ یہ بھی سچ ایڈیٹر صاحب ارجن لاہور نے نہ معلوم کیوں اسے برا منایا وہ فرماتے ہیں کہ اسلام میں شرک ہے ہندو مذہب میں نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ تو پرکاش کی ڈیفنس کے لئے کھڑے ہوئے تھے اس کی تحریر سے کچھ اور نتیجہ نکلتا ہے اس لئے پہلے اس سے فیصلہ کر لیں تا کہ معلوم تو ہو کہ کون سچا ہے ایڈیٹر صاحب ارجن جب اسلام سے شرک ثابت کرینگے تو دیکھا جائیگا مگر یہ لطیفہ انکا قابل تعجب ہے کہ مسلمان حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں یہ شرک ہے۔ بیوی بچوں کا ذکر اسموقعہ پر خلاف تہذیب ہے تو ہم سوال کریں کہ کیا آپکو بھی کبھی کسی چیز کے چومنے کا موقعہ ملا ہے یا نہیں کیا وہ شرک تھا؟

ہندوستان کی جہالت ہندوستان کے ساڑھے انتیس کروڑ باشندے جاہل محض سات لاکھ اسی ہزار قصبوں میں رہتے ہیں ڈیڑھ لاکھ مربع میل پر پھیلے ہوئے دو سو مختلف بولیاں بولتے ہیں تعلیم و تعلم سے بیگانہ۔ تین کروڑ اٹھارہ لاکھ تراسی ہزار مسلمان

سیّد ادریسی کا خط

بنام امام یحییٰ حمید الدین

نمبر ۴

آپ فرماتے ہیں دین اسلام مٹانے کے لئے سب دشمن متفق ہو گئے - حالانکہ آج تک مسلمان انہیں اقوام کے درمیان امن کیونکر رہے اور ان کے مقابلہ کی ان دشمنوں کو کیوں جرأت نہ ہوئی حالانکہ اس وقت بھی یہ لوگ اسلام کے خطرناک اور جانی دشمن تھے ۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس وقت اسلام کے حامی تھے اور اسی وجہ سے کل کے کل مسلمانان عالم انپر جان قربان کرنے کو تیار تھے - اور اگر انپر کوئی طاقت حملہ کرتی - تو کل عالم اسلامی میں خطرناک بغاوت پھوٹ پڑتی اور اس کے مقابلہ کی کسی طاقت کو جرأت نہ تھی ۔

چنانچہ سلطان معزول انھیں یہی دھمکی دیکر دبایا کرتا تھا - جس سے یورپ مصلحتاً ترکوں کو نہ ستاتا - اور ہمنے بیرونی حملوں کا نام تک نہ سنا تھا بلکہ آخری ایام میں تو دولت عثمانیہ کو ایک نمایاں فتح و ظفر حاصل ہوئی اور وہ یہ ہے کہ یونان ان کے تحت میں آگیا - اور اس کے دار السلطنت (ایتھنز) پر انہوں نے قبضہ پالیا - لیکن جب نئی نسل کے ترکوں نے ہوش سنبھالے تو آزادی کی نوبت بجانے لگے اور کفار کو خوش کرنے کے لئے انھوں نے اسلامی شعار کو تو الگ اسلام کا نام تک ناپسند کیا اور بجائے اسلامی حکومت کے اپنے لئے جامعہ عثمانیہ کا نام تجویز کیا ۔

سو اب ترکوں کے لئے دو مشکلات ہیں - اوّل تو عام مسلمان ان کے اسلام سے تنفر ظاہر کرنے پر ان سے ناراض ہیں اور دوسرا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر اقوام نے اس مخالفت سے فائدہ اٹھا کر ترکوں کا کچھ حصہ ملک چھین لیا ہے اور کچھ چھیننے کے درپے ہیں ۔

چنانچہ بلغاری جو قبل ازیں شاہ سابق کے عہد میں محافظ دولت عثمانیہ تھے خود مختار ہو چکے ہیں اور علاقہ بوسنہ اور علاقہ ہرسک کھلم کھلے طور پر اور صوبہ طرابلس مخفی طور پر فروخت ہو چکا ہے - ٹیونس کی بابت تصدیق کر دیگئی ہے - کہ وہ فرانس کے ماتحت اور اس کی رعایا ہیں - اور اب ہر ایک اجنبی اٹھ کر مقبوضات عثمانیہ پر قبضہ کر لینے کے لئے ہاتھ بڑھائے ہوئے ہے -

اور غارت اور لوٹ کا بازار گرم ہے - جب دولت عثمانیہ کی یہ حالت ہو تو اب دوسری اسلامی حدود کی حالت بدتر سے بدتر کیوں نہ ہو جیسے کہ تبریز اور فاس (جیسا کہ خود جنابنے ذکر فرمایا ہے) ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ سلطان سابق نے ملک کو آئے دن کے خطروں اور مصائب سے بچانے کے جرمنی کے واسطے سے خود مختار کرنے کے لئے کوشش کی تھی - سو گذشتہ تین سال میں اسلامی سیاست بیگانوں کے ہاتھ سے نہیں بلکہ یگانوں کے ہاتھ سے تباہ ہو گئی ہے اب چوتھے سال میں تو مصائب کی کچھ حد نہیں رہی اور جناب پر روشن ہے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے ؟

اب جس اتحاد کی طرف ہمیں جنابنے بلایا ہے معلوم نہیں کہ اس کی غرض و غایت کیا ہے - اگر یہ غرض ہے کہ جب تک وہ نہتے ہیں بظاہر مصالحت و اتحاد ہے اور جب وہ ذرا ہوش سنبھالیں اور افاقہ میں آئیں - موقعہ پا کر جھٹ ہم کو ڈس لیں کان لم تکن بینکم و بینہ مودة - جیسا کہ گذشتہ سال میں نمونہ دکھا چکے ہیں تو اس کا نتیجہ تو مخفی نہیں بلکہ اس طریق سے ہم خدا تعالے کے گنہگار ہوں گے - کیونکہ ترکوں کے مظالم کی وجہ سے ان کی حکومت تباہ ہو گئی اور اگر ہماری ان سے صلح ہوئی تو ہم بھی گنہگار رہو کر انکے ساتھ تباہ ہو نگے ۔

ہاں اگر مصالحت کی بناء واقعی اس نیت اور ارادے پر ہو کہ بغیر کسی قسم کی فریب دہی کے وہ ہمیں مدافعت میں شریک کر لیں اور ہمیں بھی کونسل میں رائے دینے کے حقوق حاصل ہوں تاکہ ہمارے متعلق جو کچھ ان لوگوں کے ارادے ہوں ہمیں ان سے آگاہی رہے اور جو جو خداوند تعالیٰ کے ہمارے ذمہ فرائض ہیں ہم انہیں بلا استثناء ادا کر سکیں اور ہمیں بازیچہ اتراک نہ بنایا جاوے - کہ وہ جب ہمیں چاہیں دشمنوں کے ہاتھ میں دیدیں (نعوذ باللہ منہ) بلکہ ہمیں ان سب باتوں سے امن دینے کی باقاعدہ ذمہ واری لی جائے تو ہم اب بھی بسر و چشم بلکہ بدل و جان مصالحت کے لئے سر تسلیم خم کرنے کو تیار ہیں ۔

سچ پوچھئے تو یہ خاکسار ان غریب لوگوں میں محض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے اور شریعت حقہ کی حمایت کے لئے جس کے سایہ کے بغیر بچاؤ کی کوئی جگہ نہیں اللہ تعالےٰ کی تائید سے کھڑا ہوا ہے - جسے رسوا اور تباہ کرنے کے لئے یہ لوگ توپیں اور تلواریں اور فوجیں جمع کر رہے ہیں اور یہ بات عام طور پر شہرہ پا چکی ہے کہ شاہی ارادہ اور ترکوں کے اراکین کے مشورہ سے فیصلہ ہو چکا ہے کہ ان لوگوں (خاکسار اور اس کی جماعت) کو صفحہ ہستی سے محو کر دیا جائے - لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور جس پر وہ مہربان ہو جاتا ہے اور اُسے اپنی طرف سے اکرام کی خلعتیں ہی نہیں بخشتا بلکہ اس کے دشمنوں کو عذابوں میں ڈالکر دنیا سے نابود کر دیتا ہے تو ایسا شخص ضائع نہیں ہو سکتا - جیسے قرآن کریم میں اس نے وعدہ فرمایا ہے -

انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوة الدنیا و یوم یقوم الاشہاد - فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المؤمنین - مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اس وقت وہ اسباب میری نظر کے سامنے ہیں - جو ان لوگوں پر غیر معمولی طور پر بلکہ ایسے طور پر جس کی نظیر صفحہ تاریخ میں ملنی مشکل ہے - خطرات اور مصائب کے ٹوٹ پڑنے کا موجب ہوتے ہیں - واذا اراد اللّٰہ بقوم سوءً فلا مرد لہ ومالہم من دونہ من وال -

پھر میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کی اس بیماری کا علاج بفضلہ تعالیٰ میں خوب جانتا ہوں - کاش یہ لوگ میری مجوزہ دوائی کو استعمال کرتے - پھر ممکن نہ تھا کہ یہ بیماری ایک منٹ تک کے لئے ٹھیرنے پاتی - اور ہر طرف سے اس کے دکھ دُور ہو کر اس کی سیاست و حکومت پھر اُسے واپس ملجاتی ۔

اس کے متعلق ہم نے آنجناب کی طرف سے تشریف لانے والے دوستوں کی خدمت میں تفصیل سے عرض کر دیا ہے اور ہم اس پر اکتفاء کرتے ہیں اُمید ہے کہ وہ پوری بسط سے آپسے ذکر کر دینگے ۔

آپ اطمینان رکھیں کہ جس امر میں اسلام اور مسلمانوں کی بہتری ہو گی ہمیں اس کے قبول کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز گریز نہیں ہو گا - علےٰ ہذا القیاس ہم نے ترقی سے بنی جماعت تک حدود کے متعلق ضابطہ بھی ان حضرات سے ذکر کر دیا اور انہیں کے بیان پر اکتفاء کر کے اس عریضہ میں اُسے درج کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی - ہاں اس کے متعلق ان حضرات میں سے فاضل محترم احمد بن یحییٰ عامر کے ہاتھ سے ایک الگ رقعہ لکھوا کر ارسال کرتا ہوں - والسلام خیر الختام علیکم وعلیٰ من لدیکم ۔ (المنار)

رعایت کی درخواستیں

اکثر احباب لکھتے ہیں کہ ہم سے رعایت کیجاوے - رعایت بھی ہو سکتی ہے کہ کم استطاعت احباب سہ ماہی ایک روپیہ بھیجے جاویں ۔

مینیجر

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

اسلام جامع مذہب ہے

جسم و روح کا تعلق

جسم انسانی اور روح انسانی میں ایک گہرا تعلق ہوتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ بہت سے امور میں وابستہ ہیں۔ ایک کی تکلیف سے دوسرے کو تکلیف پہونچتی ہے اور ایک کی راحت سے دوسرا آرام محسوس کرتا ہے۔ اگر کوئی رنجدہ خبر انسان سنے تو فوراً اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ حالانکہ احساس روح کا کام ہے اسی طرح خوشی کی خبر سننے سے چہرہ پر بھی بشاشت کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں جو لوگ بیمار اور کمزور ہوتے ہیں ان کے اندر سستی کاہلی اور کم ہمتی بھی پائی جاتی ہے ایک تندرست آدمی اور ایک بیمار کی ہمت میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے اسی طرح جن لوگوں کو کوئی دلی صدمہ پہونچے انکی صحت بھی خراب ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ رنج والم کی خبر سن کر پاگل ہو جاتے ہیں۔ غرض کہ جسم اور روح گو دو الگ الگ چیزیں ہیں لیکن انہیں ایسا گہرا تعلق ہے اور آپس ایک دوسرے سے اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ فوراً ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک ہو جاتے ہیں۔

روح ترقی کس طرح کر سکتی ہے

اس اشتراک کی وجہ سے دونوں کی ترقی بھی ایک دوسرے سے وابستہ ہے لیکن روح چونکہ ایک نہایت لطیف چیز ہے۔ اس لئے وہ جسم کی نسبت جلد متاثر ہوتی ہے اور جلدی اس پر اثر ہو جاتا ہے۔ پس روح کی ترقی کیلئے جسمانی ترقی کی بھی ضرورت ہے اور روح کو پاک کرنے کے لئے جسم کے پاک کرنے کی بہت ضرورت ہے اور جو مذہب صرف جسمانی پاکیزگی اور طہارت کی طرف متوجہ ہوں اور صرف ظاہری رسوم کی پابندی پر ہی کفایت کریں وہ کبھی انسان کی روح کو پاک نہیں کر سکتے کیونکہ صرف جسم کی پرورش اور ایسی عبادتوں سے جو صرف جسم کا حصہ ہو روح پاک نہیں کر سکتی ہے اور وہ مذہب صرف روحانی عبادتوں میں لگ رہیں اور کہدیں کہ روحانی ترقی کیلئے جسمانی عبادتوں کی کیا ضرورت ہے وہ بھی اپنے مطلب میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ جبتک جسم کو بھی اس عبادت اور تزکیہ میں شامل نہ کیا جائے روح پاک نہیں ہوگی۔

غیر مذاہب میں اسکی مثال

چنانچہ مسیحی مذہب صرف روح کی پاکیزگی پر زور دیتا ہے اور جسمانی پاکیزگی اور طہارت کا اسے خیال نہیں اور مسیحیوں کا خیال ہے کہ شریعت کی پابندی کی کچھ ضرورت نہیں صرف مسیح پر ایمان لانا کافی نہیں اور وہ ان چیزوں سے قطعاً پرہیز نہیں کرتے کیونکہ جسم پر بُرا اثر ڈالکر روح انسانی کو ہلاک کر دیتی ہیں مثلاً وہ شراب کو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ شراب جسم انسانی پر ایسا اثر کرتی ہے کہ اس کا اثر روح تک بھی پہونچ جاتا ہے اور جب انسان پر ایک قسم کا خمار طاری ہو جاتا ہے۔ تو روح بھی اپنی جگہ سے نکل جاتی ہے اور اچھا بھلا انسان مختلف قسم کے گندے کام کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور شراب کے نشہ میں اپنی ماں بہن اور بیوی میں کچھ فرق نہیں کر سکتا۔ اسی طرح وہ سؤر کے گوشت کو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ سؤر میں بعض گندے عیب ہوتے ہیں اور جب انسان اس کے گوشت کو استعمال کرے اور وہ معدہ کے گوشت ہو اس کا گوشت بنے تو رفتہ رفتہ اسکی روح بھی وہی اخلاق کو اپنے اندر پیدا کر لیتی ہے۔ جو سؤر میں پائے جاتے ہیں چنانچہ درندوں کا گوشت کھانیوالی قوموں میں وحشت زیادہ ہوتی ہے اور عام گوشت خور قوموں میں بہادری اور جرأت گھاس خوروں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم انسان کا اثر اخلاق پر کیسا گہرا پڑتا ہے۔

ہندوؤں میں مسیحیوں کے خلاف صرف اعمال پر زیادہ زور دیا گیا ہے اور ظاہری رسم و رواج بھی مذہب کی اصل سمجھے گئے ہیں۔ اس لئے ان میں ایسے قصے پائے جاتے ہیں کہ بعض آدمی صرف ظاہری پرستش کرنے سے بڑے درجے پا گئے ہیں اور اصل میں وہ نیک نہ تھے۔ یہ طریق بھی بالکل ناقص ہے اور اس سے روح کی بالکل اصلاح نہیں ہو سکتی۔ روح کی اصلاح .. .. کی ایک ہی صورت ہے کہ ان دونوں لازم و ملزوم چیزوں کی اصلاح ایک وقت کی جائے۔

اسلام نے اس اصل کو دریافت کیا ہے

جب ہم دوسرے مذاہب کو چھوڑ کر اسلام کی طرف آتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اصل کو اختیار کیا ہے اور ان دونوں طریق سے روح کی اصلاح کی فکر کی ہے اور یہی کامیابی کی راہ ہے جہاں انسان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے سچے دل اور سچے ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے وہاں ساتھ ہی ایسے عبادت کے طریق بتائے ہیں کہ ان میں جسم کو بھی عبادت میں حصہ لینا پڑے۔ اسی طرح جہاں اپنے نفس کے تزکیہ کا حکم دیا ہے وہاں جسم کے پاک کرنیکی بھی تعلیم دی ہے۔

سب سے پہلا حکم عبادات میں نماز کا ہے اس میں یہ تمام باتیں شامل ہیں۔ پہلے وضو کا حکم ہے جسمیں انسان کو نیک نیت کیساتھ اپنے بدن کی صفائی کا ارشاد ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کی یاد کرنی مدنظر ہے اس لئے حکم دیا ہے کہ جسم کو بھی پاک کرو اسکے بعد جہاں خدا کی بڑائی پر یقین اور اس کے ذکر کا حکم دیا ہے وہاں ان تمام طریقوں کے ساتھ جو انسان ادب کیلئے استعمال کرتا ہے عبادت کرنیکا فرمان جاری کیا ہے اور چونکہ بعض قومیں ہاتھ باندھ کر ادب کا اظہار کرتی ہیں۔ بعض ہاتھ کھلے چھوڑ کر بعض سجدہ کر کے بعض دوزانوں بیٹھ کر بعض سر جھکا کر۔ اس لئے ان سب طریقوں کو نماز میں جمع کر دیا ہے اور اسطرح جہاں روح کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگایا گیا ہے اور دل سے ایمان لانیکا حکم ہے وہاں جسم کو بھی اس سے علیحدہ نہیں کیا گیا۔ کیونکہ نفس انسان کی پاکیزگی ان دونوں طریقوں کے ایک وقت میں اختیار کرنیکے بغیر نہیں ہو سکتی۔

نماز کے علاوہ دوسری عبادتوں میں بھی اس طریق کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قربانیوں کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ بکرا قربان کر دیا اور ہم پاک ہو گئے بلکہ اپنے نفس کو پاک کرنا بھی ساتھ ضروری ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا و لکن ینالہ التقوی منکم اللہ تعالیٰ کو ان قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہونچتا لیکن اُسے تو تمہارا تقویٰ پہونچتا ہے۔ اس آیت سے صاف معلوم معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے عبادت میں جسمانی اور روحانی دونوں حصوں کو شامل کیا ہے اور اس کے بغیر اسے ناقص قرار دیا ہے حج اور زکوٰۃ میں بھی جہاں جسم کو عبادت میں شامل کیا ہے۔ پاک نیت اور ایمان ضروری قرار دیا ہے۔ اس مضمون کو سورۃ فاتحہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے چنانچہ انسان کو دعا سکھائی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور میں عرض کرے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں لیکن دعا کرنیوالا تو ایک ہوتا ہے پھر ہم کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا اسکی یہی وجہ ہے کہ نماز میں روح و جسم دونوں کا شامل ہونا ضروری ہے اور یہ دعا دونوں کی طرف سے ہوتی ہے پس اسلام ہی ایک مذہب ہے کہ جس نے اس جامعیت کے رنگ میں نفس انسان کی اصلاح کی فکر کی ہے اور یہ اسکی سچائی کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے اور اسلام اور دیگر مذاہب کی ایسی مثال ہے کہ اسلام تو عبادت کے شیریں میوہ کو اپنی اصلی حالت میں پیش کرتا ہے لیکن دوسرے مذہب یا تو ان کے چھلکے اتار کر پھینک دیتے ہیں جسکی وجہ سے رس بہہ جاتا ہے اور یا رس نکال کر پھینک دیتے اور چھلکا پیش کر دیتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

تصدیق المسیح

المشابہۃ بین السلسلتین الموسویۃ والمحمدیّۃ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علٰے رسولہ خاتم النبیّن۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام ایک متفق علیہ مسئلہ کی طرف اپنی امتوں کو دعوت فرماتے رہے ہیں اور ہر ایک کی یہی سعی بلیغ اور ان تھک کوشش رہی ہے کہ لوگ اپنے خالق حقیقی اللہ مالک یگانہ کی معرفت سے بہرہ ور ہوں اور تمام روکیں اور کاوٹیں جو اس راہ میں حائل ہوتی رہی ہیں۔ اور اس مصروفیت اور استقلال سے اپنے مدعا کے حصول میں لگے رہے ہیں۔ . . . .

ان کے استیصال کرنے میں ہمہ تن مصروف رہے . . . کہ گویا وہ مشینیں تھیں جو اسی خاطر خدا نے بنائی تھیں۔ کسی کی دھمکی کسی کی عداوت کسی کا عناد اور کسی قسم کی مخالفت ان کے قدم صدق کو پیچھے نہیں ہٹا سکی اور نہ ان میں تزلزل پیدا کر سکی۔ ان کے راستباز و صادق ہونے کی یہی کافی دلیل ہے الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ اس استقلال و استقامت کے لحاظ سے تمام انبیاء علیہم السلام آپس میں کامل مشابہت رکھتے ہیں۔ مگر جیسا کہ تمام اشیاء درجات اور مراتب رکھتی ہیں۔ تلک الرّسل فضّلنا بعضہم علٰے بعض انبیاء علیہم السلام میں بھی مراتب اور درجے ہیں۔ انبیاء کی تعداد خدا کو خوب معلوم ہے کہ کتنی ہے اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک۔

بڑا عظیم الشان سلسلہ جو ہمارے سلسلہ سے پہلے بالکل پیوستہ ہوا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ کو ہماری سرکار ہمارے سردار محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیین رسول رب العلمین رحمۃ للعلمین کے سلسلہ عالیہ سے بڑی مشابہت اور مناسبت ہے پہلے سلسلوں کے مفصل حالات دنیا میں نہیں ملسکتے۔ خود خدا تعالٰے فرماتا ہے ولقد اٰتینا موسی الکتٰب من بعد ما اھلکنا القرون الاولٰی بصائر للناس وھدًی ورحمۃ لعلّھم یتذکّرون ہم نے موسے کو کتاب دی پہلی بستیوں کے تباہ کرنے کے بعد۔ وہ کتاب لوگوں کے لئے بصیرت اور ہدایت اور رحمت کا باعث تھی تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ پہلے سلسلوں کے حالات مفصل طور پر دنیا میں موجود نہیں ہیں بلکہ پہلوں کے حالات پر بھی تورات اور قرآن شریف نے روشنی ڈالی ہے اس رکوع میں جسکی آیت کریمہ میں نے اوپر نقل کی ہے اللہ تعالٰے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ساتھ بہت سا ذکر کیا ہے اور آگے چلکر فرمایا ہے کہ قل فاتوا بکتٰب من عند اللہ ھو اھدٰی منھما اتبعہ ان کنتم صٰدقین۔ کہدے کوئی کتاب لاؤ۔ جو اللہ تعالٰے کی طرف سے ہو اور وہ ان دونوں سے بڑھ کر ہدایت کرتی ہو میں اس کی پیروی کروں گا۔ اگر تم سچے ہو اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں کتابوں سے بڑھ کر کوئی کتاب ہدایت نہیں کرتی۔

اب میں اپنے اصلی مقصد اور مدعا کیطرف آتا ہوں اور محض اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے ان مشابہتوں کو بیان کرتا ہوں جو دونوں سلسلوں میں پائی جاتی ہیں۔ مذکورہ بالا بیان میں میں نے واضح کر دیا ہے کہ ان دونوں سلسلوں کے علاوہ دیگر سلاسل کے حالات دنیا سے قریبًا مفقود ہیں اور یہ ایک بڑی مشابہت ہے دوسری مشابہت یہ ہے کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے انّا ارسلنا الیکم رسولًا شاھدًا علیکم کما ارسلنا الٰی فرعون رسولًا اہل مکہ کو اللہ تعالٰی مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے۔ جیسا کہ ہم نے فرعون کیطرف رسول بھیجا تھا اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس مشابہت کو بیان کر کے اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ فعصٰی فرعون الرسول فاخذنٰہ اخذًا وبیلًا۔ فکیف تتقون ان کفرتم۔ فرعون نے اپنے رسول کی نافرمانی کی ہم نے اس کو سخت عذاب میں پکڑ لیا اگر تم نے کفر کیا تو تم کیسے بچ سکتے ہو چنانچہ جیسا کہ فرعون ہلاک ہوا۔ اسی طرح کفار مکہ جو فراعنہ تھے ہلاک ہوئے۔ تیسری مشابہت وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم ولیبدلنّھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفسقون۔ اللہ تعالٰی نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان والے ہیں اور نیک اعمال بجالاتے ہیں انہیں زمین میں خلیفہ بنائیگا۔ جیسا کہ اس نے پہلوں کو خلیفہ بنایا اور ان خلفاء کے ذریعہ سے ان کے دین کو تمکین اور طاقت دیگا جو دین اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ان پر انواع و اقسام کے خوف آئینگے ان کے خوف کو امن سے بدل دیگا۔ وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں گے اور ان کے منکرین ہی بدکار زیادہ ہوں گے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالٰے نے خلفاء محمدیّہ کو مثیل خلفاء موسیٰ علیہ السلام قرار دیا ہے۔ ایک جگہ خدا تعالٰی بنی اسرائیل کی نسبت فرماتا ہے ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون۔ اور وہ تم کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا پس دیکھیگا۔ کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔ اور پھر اسی قسم کے الفاظ ہم مسلمانوں کی نسبت بیان فرماتا ہے ولقد اھلکنا القرون من قبلکم لما ظلموا وجاءتھم رسلھم بالبینٰت وما کانوا لیؤمنوا کذٰلک نجزی القوم المجرمین۔ ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون۔ ہم نے تم سے پہلے تمام قوموں کو تباہ کر دیا جب انہوں نے ظلم کیا اور ان کے پاس اُن کے مرسل کھلے دلائل لیکر آئے۔ اور وہ ان پر ایمان لانے والے نہ ہوئے۔ اسی طرح ہم خدا سے قطع تعلق کرنے والوں کو بدلا دیا کرتے ہیں پھر ہم نے تم کو زمین میں خلیفے بنا دیا۔ تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیا کرتے ہو۔

کیا یہ عقلمندوں کیلئے کافی دلیل نہیں ہے کہ جیسے الفاظ موسیٰ علیہ السلام کے خلفاء کے لئے فرمائے ہیں۔ ویسے ہی الفاظ محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے لئے فرمائے ہیں۔ پس کیا ان تمام مشابہتوں سے ثابت نہیں ہوتا کہ کہ آخری خلیفہ محمدی مثیل آخری خلیفہ موسوی ہے کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور خلفاء محمدؐ مثیل خلفاء موسی علیہم السلام ہیں۔ تو کیا یہ طبعی نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ جب بانیان سلسلہ ایک دوسرے کے مثیل ہیں تو لابدی طور پر آخری خلیفہ سلسلہ محمدیّہ مثیل آخری سلسلہ موسوی ہوگا۔

ہمدردان الفضل توجہ کریں اور الفضل کی خریداری بڑھانے میں کوشاں ہوں اسوقت تک الفضل کی خریداری بہت کم ہے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالٰی کے فضل کے ماتحت ہر خریدار صاحب اگر کم سے کم ۵۔ خریدار پیدا کریں تو یہ مشکل رفع ہو سکتی ہے

(منیجر الفضل)

امر بالمعروف

نماز باجماعت

نماز باجماعت خدا کا ایک فضل تھا جو اپنے بندوں پر ہوا یہ ایک رحمت تھی جو اس نے مسلمانوں پر نازل کی اور اس طرح مسلمانوں کا شیرازہ باندھ دیا لیکن جہاں اور احکام کو انہوں نے ترک کر دیا ہے اور پس پشت ڈال دیا ہے وہاں اس حکم کی بھی سخت ہتک کی ہے اور اس طرح اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں کہ گویا یا تو یہ اسلام کو ہی سچا نہیں جانتے یا اس حکم کو منسوخ سمجھتے ہیں مگر رسول کریم کے بعد کون ہے جو کسی حکم کو منسوخ کر سکے پھر اس حکم پر عمل کرنے میں کیسی غفلت ہے۔ اور اس کے کیا اسباب ہیں باجماعت نماز اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے مفاد کی وجہ سے بندوں پر فرض کی تھی اور اگر اس پر عمل کرتے تو ان میں کبھی فساد نہ پڑتا اور یہ کبھی تباہ نہ ہوتے بلکہ ان میں اس قسم کا اتفاق و اتحاد ہو جاتا کہ کوئی قوم ان پر غالب نہ آسکتی لیکن دونوں کی اصلاح کرنا خدا کا کام ہے اب ہمیں کوئی سمجھائے کہ اس حکم کی خلاف ورزی سے تم کیسی کیسی مصائب میں اپنے آپ کو مبتلا کرتے ہو۔ دوسروں کا تو کیا گلہ ہے۔ خود ہمارے احمدی بھائیوں میں سے ایسے لوگ موجود ہیں جو اس فرض کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں اور غفلت سے کام لیتے ہیں۔ دنیا کے کام ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اور کبھی وہ زمانہ نہ آئیگا کہ دنیاوی ترقی ختم ہو جائے اور انسانی حرص کبھی گھٹ نہیں سکتی۔ پھر اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر اللہ تعالیٰ کے احکام کو پس پشت ڈالنا کیسا خطرناک امر ہے۔ مانا کہ تمہیں اپنے اور اپنے بال بچوں کے لئے کھانے اور کپڑے کے مہیا کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے جب تک تم محنت نہ کرو کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لیکن ساتھ ہی خدا کو خوش کرنے اور اس کی رضا کے حاصل کرنے کی ضرورت تو ہے اور دنیا کمانے سے بہت زیادہ ہے کیونکہ اسکی ناراضگی سے دین و دنیا دونوں کی تباہی کا خوف ہے۔ لیکن یہ عذر بھی غلط ہے کہ باجماعت نماز میں وقت بہت خرچ ہوتا ہے اور اس لئے ہم اس کے ادا کرنے سے قاصر ہیں اگر ہم اتنا وقت خرچ کر دیں تو پھر کھائیں کہاں سے۔ کیا صحابہؓ بھوکے مرتے تھے کیا وہ دنیا کے فاتح نہیں ہوئے۔ کیا پھر وہ اس حالت میں نماز باجماعت کے تارک ہو گئے تھے۔ وہ اپنے اوقات پر مساجد میں باجماعت نمازیں ادا کرتے پھر دنیا کے فاتح ہوئے اور دین و دنیا دونوں کے بادشاہ ہوئے۔ پھر تم ایسا کیوں نہیں کر سکتے۔ دنیا کے بادشاہوں کے احکام پر اگر عمل کیا جائے تو وہ مالا مال کر دیتے ہیں۔ تو کیا خدا اس قوم کو فاقوں مار دیگا جو اس کے احکام کے پورا کرنے میں اپنے اوقات کو خرچ کریں؟ نہیں اور ہرگز نہیں ہمارا خدا غیور ہے اور وہ کسی کا احسان نہیں رکھتا۔ اگر تم اپنے اوقات کو اس کی راہ میں خرچ کرو تو بجائے دنیا میں ذلیل ہونے کے بڑھو اور ترقی کرو۔ تمہاری تجارتیں بجائے کم ہونے کے زیادہ ہو جائیں تمہارے کھیت بجائے سوکھنے کے تروتازہ و شاداب ہو جائیں۔ تمہارے کارخانے بجائے بند ہونے کے میدان مقابلہ میں اپنے حریفوں کو شکست دیں۔ تمہارے ملازمتوں کے تعلقات بجائے کشیدہ ہونے کے مضبوط ہو جائیں ابتلاء آتے ہیں لیکن مبارک ہیں وہ لوگ جو ثابت قدم رہتے ہیں۔ اور آخر میں وہی کامیاب ہوتے ہیں۔

نماز باجماعت کی تاکید قرآن شریف میں

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں نماز باجماعت کی سخت تاکید فرماتا ہے اور اس قدر اس پر زور دیا ہے کہ بحالت جنگ بھی جماعت کا چھوڑنا اور ترک کرنا پسند نہیں فرماتا:۔

واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ فلتقم طائفۃ منھم معک ولیاخذوا اسلحتھم۔ یعنی جنگ کے موقعہ پر جب دشمن کا خوف ہو تو جب تو نماز میں انکی امامت کرائے تو ایک حصہ مسلمانوں کا تیرے ساتھ کھڑا ہو۔ اور اپنے ہتھیار اپنے ساتھ رکھیں“

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے خطرناک موقعہ پر بھی جب دشمن سے جنگ ہو رہی ہو اور خطرہ ہو کہ وہ حملہ نہ کر دے۔ ہتھیاروں سمیت لوگ نماز ادا کریں لیکن کریں باجماعت اب بتاؤ کہ کیا تم اس طرح جماعت کی پابندی کرتے ہو کیا باوجود اچھی بھلی فرصت کے جماعت میں سست نہیں ہو کچھ لوگ ہیں جو عذر کر دیتے ہیں کہ ہماری تجارت خراب ہو جائے گی۔ کچھ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے اور کام بند ہو جائیں گے کچھ سستی کا عذر کر کے بچنا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا عذر والوں کے لئے خدا تعالیٰ کے ہی احکام رہ گئے ہیں یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیھم قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم قد نبأنا اللہ من اخبارکم۔ جب تم ان کی طرف لوٹتے ہو تو وہ عذر کرنے لگتے ہیں۔ ان سے کہدو کہ عذر نہ کرو ہم تمہارے عذر قبول نہ کریں گے خدا نے ہمیں تمہارے حال سے آگاہ کر دیا ہے“

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں نماز باجماعت کی تاکید یہانتک فرماتا ہے کہ ما کان للمشرکین ان یعمروا مسٰجد اللہ شٰھدین علیٰ انفسھم بالکفر اولٰئک حبطت اعمالھم وفی النار ھم خٰلدون انما یعمر مسٰجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسٰی اولٰئک ان یکونوا من المھتدین یعنی یہ مشرکوں کا تو کام نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مساجد کو آباد کریں حالانکہ وہ اپنی زبان سے کفر کا اقرار کرتے ہیں ان کے اعمال تو گر گئے اور وہ آگ میں ڈالے جائیں گے۔ مساجد اللہ کو تو صرف وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نمازوں کو ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتے ہیں یہ لوگ قریب ہے کہ ہدایت پا جائیں اس آیت میں ان لوگوں کے لئے کیسی تہدید ہے جو نماز باجماعت اور پھر مساجد میں ادا نہیں کرتے۔ گویا صرف باجماعت ادا کرنا ہی ضروری نہیں قرار دیا بلکہ مسجد میں بھی نماز ادا کرنے کی ہی سخت تاکید کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو خدا کو مانتا ہے اور قیامت پر یقین رکھتا ہے اور نماز و زکوٰۃ کا پابند ہے۔ اور صرف خدا سے ڈرتا ہے وہ تو مسجد میں نماز ادا کرتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا عذر اور بغیر معقول سبب کے جو شخص باجماعت ہی نماز نہیں پڑھتا۔ یا اپنے گھر پر ہی پڑھ لیتا ہے اس کی نماز زکوٰۃ کچھ بھی قبول نہیں ہوتا اس حکم کے موجود ہوتے ہوئے جو لوگ مساجد میں باجماعت نماز ادا کرنے میں سست ہیں انہیں کیا کہا جائے۔ اگر ان کے دلوں میں واقعی ایمان ہو اور وہ خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں رکھتے ہوں تو کیوں ایسا کریں۔ ہاں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو ناواقفی کی وجہ سے سست ہیں ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ جسقدر جلد ہو سکے اپنی غفلتوں کو ترک کریں۔ کہ موت کا کوئی اعتبار نہیں۔

ہمارے سکول کا نتیجہ

پچھلے نور میں ایڈیٹر صاحب نے تعلیم الاسلام ہائی کے نتیجہ کے متعلق ایک نوٹ دیا تھا۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ سکول کے امین لڑکوں میں سے صرف گیارہ کو بھیجا گیا اور باقی کو روک دیا گیا۔ اگرچہ اس معاملہ کے متعلق ایڈیٹر صاحب نور کو غلط رپورٹ ملی ہے جہانتک معلوم ہو سکا ہے۔ بعض لڑکے ان میں سے بیمار تھے اور بعض نے خود جانے سے انکار کر دیا لیکن اگر یہ معاملہ درست بھی ہوتا تو نہایت نرمی سے اس پر قلم اٹھانی چاہیئے تھی باوجود اس کے ایڈیٹر صاحب نور کو ایک حد تک معذور سمجھتا ہوں۔ جس شخص کو مختلف امور پر رائے دینی پڑے ایک اخبار کا ایڈیٹر ہو اس سے بہ حیثیت انسان ہونیکے اس قسم کی غلطی ہو جانا کچھ بعید نہیں۔ بیشک خبروں کی تصدیق کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن کسی وقت ایڈیٹر کو مغالطہ بھی دیا جا سکتا ہے

تاریخ اسلام

سیرۃ النبیؐ

خود رسول کریمؐ کی گواہی اپنے اخلاق کی نسبت!

حضرت خدیجہ کی گواہی پیش کرنیکے بعد میں خود آنحضرت کی گواہی اپنی نیک سیرتی کی نسبت پیش کرتا ہوں شاید اس پر بعض لوگ حیران ہوں کہ اپنی نسبت آپ گواہی کے کیا معنے ہوئے - لیکن یہ گواہی رسول کریمؐ نے بھی بے تکلفی سے اور بغیر پہلے غور کے دی ہے کہ موافق تو الگ ہے مخالف کو بھی اس کے ماننے سے انکار نہیں ہونا چاہیئے - اس حدیث میں جس میں حضرت خدیجہ کی گواہی کا ذکر ہے آگے چلکر لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ اپنے بھائی نوفل بن ورقہ کے پاس لے گئیں اور انہیں کل حال سنایا - انہوں نے سن کر کہا کہ یہ فرشتہ جو آپ پر نازل ہوا ہے یہ وہی ہے جسے اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ پر نازل فرمایا تھا - اور فرمایا کہ یا لیتنی فیہا جذعا لیتنی فیہا حیا اذ یخرجک قومک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اومخرجی ھم - یعنی اے کاش کہ میں اس وقت جوان و توانا ہوں - اے کاش کہ میں اس وقت زندہ ہوں جبکہ تجھے تیری قوم نکال دیگی - رسول اللہ نے سن کر فرمایا کہ کیا وہ مجھے نکال دینگے - ؟

اس گفتگو سے اور خصوصاً رسول کریمؐ کے اس قول سے کہ کیا مجھے میری قوم نکال دیگی معلوم ہوتا ہے کہ آپکا اندر کیسا صاف تھا - اور جب آپ نے ورقہ بن نوفل سے یہ بات سنی کہ آپ کو اہل مکہ نکال دیں گے تو آپ کو اس سے سخت حیرت ہوئی کیونکہ آپ اپنے نفس میں جانتے تھے کہ مجھ میں کچھ عیب نہیں اور اگر آپ ذرہ بھر بھی اپنی طبیعت میں تیزی پاتے تو اسقدر تعجب کا اظہار نہ فرماتے لیکن ورقہ کی بات سن کر اس پاک فطرت انسان کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ ہیں کیا میری قوم مجھے نکال دیگی اسے کیا معلوم تھا کہ بعض خبیث الفطرت ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو ہر نور کی مخالفت کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں وہ تو اس بات پر حیران تھا کہ اس پاک زندگی اور اس عمدہ چال چلن کے باوجود میری قوم مجھے کیونکر نکال دے گی۔

باب - سوم

اخلاق حمیدہ کی تفصیل

اخلاق پر ایک جملہ بحث کرنیکے بعد اب میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے آنحضرت کے اخلاق کا تفصیلاً بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن پیشتر اس کے کہ میں فرداً فرداً آپکے اخلاق کا بیان کروں انکی تقسیم کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ اس تقسیم کو مد نظر رکھکر ناظرین پر یہ بات پوری طرح عیاں ہو جائے کہ تمام کے تمام شعبہائے اخلاق میں آپ کمال کو پہنچ گئے تھے اور ہر حصہ زندگی میں آپ کے اخلاق اپنا جلوہ دکھا رہے تھے اور کوئی امر نہیں جس میں آپنے دوسرے تمام انسانوں کو اپنے پیچھے نہیں چھوڑ دیا میں نے جہانتک غور کیا ہے انسان کے تعلقات تین طرح کے ہوتے ہیں - سب سے پہلا تعلق تو اس کا خدا سے ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کا خالق و رازق ہے اس کے فضل کے بغیر اس کا ایک دم آرام سے نہیں گذر سکتا بلکہ آرام تو الگ رہا اسکی زندگی ہی محال ہے - اس کے احسانات کی کوئی حد نہیں ہر ایک لحظہ میں اس کے فضلوں کی بارش ہم پر ہو رہی ہے کمزور سے کمزور سے ضعیف سے ضعیف حالت سے اس نے ہمیں اس حد کو پہنچایا ہے اور عقل دخرد بخش کر کل مخلوقات پر فضیلت بخشی ہے اس لیئے اگر اس کے ساتھ ہمارے تعلقات درست نہ ہوں اگر ہمارے اخلاق تعلق باللہ میں ادنیٰ ہوں اور اس کے احسانات کو ہم فراموش کر دیں تو ہم سے زیادہ کوئی ذلیل نہیں - خالق کے بعد ہمارا تعلق مخلوق سے ہے کہ ان میں بھی کوئی ہمارا محسن ہے کوئی ہمارا معلم ہے کوئی ہمارا مہربان ہے کوئی دردخواہ ہے - کوئی ہمارے آرام و آسایش میں کوشاں ہے کوئی ہماری محبت اور توجہ کا محتاج ہے کوئی اپنی کمزوریوں اور اپنی گری ہوئی حالت اور اپنے بے خبر دل سے پیچھے رہجانے کی وجہ سے ہم سے نصرت و مدد کا متمنی ہے خصوصاً جبکہ ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی ہم سے متعلق ہیں - اور اگر ہمارے معاملات ان سے درست نہ ہوں اگر ان سے بدخلقی سے پیش آئیں تب بھی دنیا کا امن و امان جاتا رہتا ہے اور فساد و بغاوت میں ترقی ہوتی ہے پس اگر ہمارے اخلاق مخلوق سے درست نہ ہوں تو ہم ایک ڈاکو کی طرح ہیں جو دنیا سے اس کے امن و آرام کا متاع لوٹتا اور غارت کرتا ہے۔

تیسرا تعلق ہمارا خود اپنے نفس سے ہے کہ یہ بھی ہماری بہت سی توجہات کا محتاج ہے اور جسطرح ہمارا خالق سے منہ موڑنا یا مخلوق سے بد اخلاقی سے پیش آنا نہایت مضر اور مخرب امن ہے اسیطرح ہمارا اپنے نفس سے بدسلوکی کرنا اور اخلاق رذیلہ سے پیش آنا نہایت خطرناک اور باعث فساد ہے پس وہی انسان کامل ہو سکتا ہے کہ جو ان تینوں معاملات میں کامل ہو اور ان اضافتوں میں سے ایک صنف میں بھی کمزوری نہ دکھلائے -

اگر ان تینوں اقسام اخلاق کو مد نظر رکھکر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اکثر انسان جو اخلاق میں کامل سمجھے جاتے ہیں - بہت سی کمزوریاں رکھتے ہیں اور اگر ایک قسم کے اخلاق میں انہیں کمال حاصل ہے تو دوسری قسم میں انہیں کوئی دسترس نہیں - ہاں اللہ تعالےٰ کے پیاروں اور پاک بندوں کا گروہ ہی نکلیگا کہ جو ان تینوں اقسام اخلاق میں کمال رکھتا ہے - اور کسی خوبی کو اس نے ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور جب آپ رسول کریمؐ کے اخلاق کا مطالعہ غور سے کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ تمام صاحب کمال لوگوں کے سردار تھے اور باوجود اسکے کہ دنیا میں بہت سے صاحب کمال گذرے ہیں - جس رنگ میں آپ رنگین تھے اس کے سامنے سب کے رنگ پھیکے پڑ جاتے ہیں اور جن خوبیوں کے آپ جامع تھے ان کا عشر عشیر بھی کسی اور انسان میں نہیں پایا جاتا

عجب نوریست درجان محمدؐ ✲ عجب لعلیست در کان محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم ✲ کہ دارد شوکت و شان محمدؐ

ہم اس بات سے قطعاً منکر نہیں ہیں کہ آپ کے پہلے بھی اور آپکے بعد بھی بڑے بڑے صاحب کمال پیدا ہوئے ہیں - لیکن اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ انکی مثال اور حضرتؐ کی مثال دیئے اور سورج کی ہے - اور سمندر اور دریا کی ہے کیونکہ وہ دریا یکتا ان تمام خوبیوں کا جامع تھا - جو مختلف اوقات میں مختلف صاحب کمال لوگوں نے حاصل کیئے - آپ نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اسکے احکام کی اطاعت میں ایسا محو کر دیا تھا کہ دنیا میں اس کے روشن مظہر ہو گئے تھے اور وہ تخلقوا باخلاق اللہ کہنے والا انسان خود اس قول کا کامل نمونہ تھا

زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد ✲ پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم
بوئے محبوب حقیقی میدمد زاں روئے پاک ✲ ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم

میں ان تینوں اقسام اخلاق میں سے پہلے تو اس کے اخلاق حسنہ میں سے وہ حصہ بیان کروں گا کہ جس سے آپ کا تعلق باللہ بدرجہ کمال ثابت ہوتا ہے - پھر وہ حصہ جس سے آپ کے نفس کی پاکیزگی اور کمال ثابت ہوتا ہے - اور آخر میں وہ حصہ جس کو مخلوق سے آپ کے تعلق کی کیفیت کھلتی ہے ✲

تادیب النساء

قرآن شریف اور عورت کے حقوق

اور

گورنمنٹ کا قانون

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک مضمون عورتوں کے متعلق تحریر فرمایا ہے جسکا انگریزی ترجمہ ہوکر برادرم مکرم خواجہ کمال الدین صاحب کے رسالہ مسلم انڈیا میں شائع ہوگا۔ اصل اردو مضمون حضور نے الفضل کے لیے مرحمت فرمایا ہے۔ چونکہ وہ مختصر نوٹ ہیں اسلئے میں ان میں مناسب طور پر ایسا اضافہ کرکے جس سے ہر ایک شخص فائدہ اٹھاسکے حضرت صاحبکو دکھانیکے بعد الفضل میں شائع کرتا ہوں اگر ناظرین اور ناظرین اخبار سے کوئی مستفید ہو"۔ .... ایڈیٹر

عورت کے اعمال اور اس پر جزا سزا

اسلام سے پہلے مختلف مذاہب نے عورت کو ایسا بیقدر قرار دیا تھا کہ انہوں نے فیصلہ کردیا تھا کہ عورت میں کچھ نہیں ہے رانی دروپدی عظیم الشان راجہ کی لڑکی اور عظیم الشان خاوند کی بی بی سکنتلا جیسی جوئے میں ہار دیگئیں اور پھر جیتنے والوں نے درباروں میں علی رؤس الاشہاد زانو پر بیٹھا نا چاہا آہ! آہ!! آہ!!! کیسا حیرت بخش درد انگیز دردناک نظارہ ہوگا سیتا جی جیسی وفادار غمگسار کو .... بالکل چھوڑ دینا پسند کیا گیا اور عورتیں مرنے کے بعد بجائے دوبارہ زندگی پانے کے بالکل فنا ہو جائینگی۔ یہ عقیدہ ابتدائً مسیحیوں میں بھی رائج تھا۔ چنانچہ حواریوں کے مکتوبات کو پڑھکر معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت بھی مسیحیوں میں عورت کی کیسی بیقدری کیجاتی تھی۔ اسلام نے آکر اس عقیدہ کا رد کیا۔ اور قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ومن عمل صالحًا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فاولئک یدخلون الجنۃ یرزقون فیھا بغیر حساب۔ جو کوئی بھی نیک عمل کرے خواہ مرد ہو۔ یا عورت اور وہ مومن بھی ہو پس ایسے لوگ جنت میں داخل کیے جائینگے اور انہیں وہاں بغیر حساب رزق دیا جائیگا۔ اس آیت سے عورت کے اعمال اور ان پر جزا سزا ثابت ہے۔ اور بجائے اسکی روح کے فنا کرنیکے نیک اعمال کی صورت میں اسکے لئے بڑے بڑے نیک بدلونکا وعدہ ہے۔ اس عام قاعدہ کے بعد خاص طور پر فرماتا ہے ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات والقانتین والقانتات والصادقین والصدقات والصابرین والصابرات والخاشعین والخاشعات والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصائمات والحافظین فروجھم والحافظت والذاکرین اللہ کثیرًا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃً واجرًا عظیمًا مسلمان مرد ہوں یا مسلمان عورتیں مومن مرد ہوں یا مومن عورتیں فرمانبردار مرد ہوں یا فرمانبردار عورتیں سچ بولنے والے مرد ہوں یا سچ بولنے والی عورتیں صبر کرنیوالے مرد ہوں یا صبر کرنیوالی عورتیں منکسر المزاج متواضع مرد ہوں۔ یا منکسر المزاج متواضعہ عورتیں صدقہ وخیرات کرنیوالے مرد ہوں یا صدقہ وخیرات کرنیوالی عورتیں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے مرد ہوں یا عورتیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنیوالے مرد ہوں یا عورتیں اللہ تعالےٰ نے انکے لئے مغفرت اور اجر عظیم کے سامان تیار کئے ہیں اس آیت میں کھول کھول کر بتا دیا ہے کہ دینی معاملات میں عورت مرد کے حقوق برابر ہیں۔ اور جسطرح مرد کو نیک اعمال کا بدلہ ملیگا عورت بھی اس سے کم نہیں رہیگی پھر فرمایا ہے انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثیٰ میں تم میں سے کسی عمل کرنیوالیکا عمل ضائع نہیں کرونگا۔ خواہ مرد ہو یا عورت اور فرمایا ہے کہ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف۔ عورتوں کے حقوق بھی اسی طرح ہیں جسطرح ان پر مردونکے مناسب حقوق ہیں۔

عورت کی قدر افزائی

بجائے اسکے کہ عورتکو ناپاک یا گنہگار اور قابل اجتناب قرار دیا جاتا اسلام نے عورت کی ایسی فضیلت بیان فرمائی ہے جیسے اور کسی مذہب نے بیان نہیں کیا خلق لکم من انفسکم ازواجًا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ تمہارے لئے ہمنے تمہاری بیویاں نفیس ترین بنائی ہیں۔ تاکہ تم انکی جانب سے آرام حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کا رشتہ پیدا کیا ہے عورت کی جسمانی کمزوریاں اور نزاکت دنیاوی کاروبار میں عورت کو مرد کے برابر اور یکساں نہیں ہونے دیتیں اسلئے فرمایا کہ تم ان سے رحمت کا سلوک کرو

عورت کی سفارش

پھر اللہ تعالےٰ عورت کی سفارش فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ عاشروھن بالمعروف عورتوں سے عمدہ پسندیدہ اور نیک سلوک کرو فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئًا ویجعل اللہ فیہ خیرًا کثیرًا اور اگر تم کوئی بات انکی بُری مناؤ تو کچھ بعید نہیں تم کسی بات کو برا مناؤ لیکن اللہ تعالےٰ اس میں زیادہ سے زیادہ بھلائی رکھدے۔ کیا معنے عورتوں میں بعض نقصونکا پایا جانا خواہ وہ ارضی ہوں یا سماوی جسمانی ہوں یا اخلاقی فطری ہوں یا عارضی ظاہر یا مخفی ممکن ہے لیکن اللہ تعالےٰ انکی سفارش فرماتا ہے کہ تم ان سے پسندیدہ اور نیک سلوک کئے جاؤ اور اگر اس سفارش کو قبول کروگے تو اللہ تعالےٰ تمہارے تعلقات کے نہایت نیک ثمرات اور نتائج مرتب فرمائیگا۔ یہ فقرہ ایک فلسفی تو بول نہیں سکتا کیونکہ اسکے اختیار میں نہیں اور جو الہی کتب مجھے پڑھنے کا موقعہ ملا ہے اسمیں لکھا ہوا مجھے نظر نہیں پڑا ہاں یہ بھی حکم دیا ہے کہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء تم ایسی عورتوں سے نکاح کرو جنہیں اچھی طرح سے پسند کرلو تاکہ آئندہ کے بہت سے فساد رکجائیں

کیا کوئی دنیاوی طاقت یا حکومت یا کوئی بادشاہ بلکہ دنیا کی سلاطین اور ڈاکٹر ایسی سفارش کرسکتا ہے اور کیا اسکی تسلی دینے سے کسی آدمی کی تشفی ہوسکتی ہے کسی انسانی حکومت کی یہ طاقت نہیں کہ وہ کہہ سکے کہ تم عورتوں کے نقائص کو پس انداز کردو تو ہم تمہیں بہت کچھ نیک بدلہ دینگے یہ خدا ہی کا کام ہے اور اسی کے لائق ہے

عورتوں کے حقوق کی حفاظت

کوئی دنیاوی قانون نہیں جو عورتوں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہو اور کسی حکومت نے خواہ پچھلی ہو یا موجودہ سلطنتوں میں سے کوئی ہو عورتوں کے حقوق کی پوری تو کیا ادھوری بھی نگہداشت نہیں کی حتی کہ انگریزی گورنمنٹ کے قوانین بھی جو نہایت درجہ محتاط ہے اس امر میں ناقص ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے عورت کے حقوق کے لئے مفصّل قوانین جاری فرمائے ہیں اگر کوئی خاوند عورت کو نہ بسائے۔ اور خرچ دے تو عدالتیں اس مظلومہ کو اسی قدر مدد کرتی ہیں کہ اسے خرچ دلواتی ہیں لیکن وہ بھی عدالتوں میں مدتوں روپیہ خرچ کرنیکے بعد اور اگر خاوند مفلس ہو تو کچھ فائدہ نہیں اٹھاتی۔ زیادہ سے زیادہ قید کرلے تو وہ بھی چند روز تو اسکا خرچہ دے اگر حسین جمیل ہو تو کچہریوں میں اسکی وہ گت بنے جو وہم وگمان بھی نہ ہو۔ لیکن اسلام فرماتا ہے کہ اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن تم جہاں رہتے ہو انکو رکھو اور اپنی حیثیت کے مطابق رکھو اور انہیں تنگ کرنیکیلئے کسی قسم کا دکھ نہ پہنچاؤ گویا نہ صرف خاوند کو خرچ کا ذمہ وار قرار دیا ہے بلکہ اسے اسبات کا بھی پابند کیا ہے کہ وہ اسکے پاس رہے اور اسکی نگرانی اور نگہداشت کرے اور کسی طرح اسے تنگ نہ کرے کیا کوئی دنیاوی حکومت ہے۔ جو خاوند کو اس حد تک مجبور کرسکے فتنہ تو ہوتے

ہی ہیں ایسے موقعوں کے لئے بجائے عدالتوں میں بھیجنے کے شریعت اسلام نے حکم دیا ہے کہ ان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا۔ اگر تم ڈرو کہ ان میں آپس میں جھگڑا ہوگا تو ایک حکم مرد کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے تا کہ وہ جھگڑے کے باعث معلوم کر کے اسکے دور کرنیکی کوشش کریں نہ یہ کہ عدالتوں کی مشکلات میں پھنسیں

عورتوں کی اصلاح جس طرح کسی کا حق مارنا ایک ظلم ہے اسی طرح اسکی اصلاح میں کوتاہی کرنا اور اسکو خرابی سے بچانے میں غفلت سے کام لینا بھی ایک ظلم ہے اسلئے جہاں عورتوں کے ساتھ نرمی برتنے کا اسلام نے حکم دیا ہے وہاں یہ بھی بتایا ہے کہ انکو نیکی کی تعلیم دو اور انکی اصلاح کرو اگر نہ مانیں تو وعظوھن واھجروھن فی المضاجع نصیحت کرو اگر نصیحت سے نہ مانیں تو انہیں کچھ مدت کے علیحدہ کردو یعنے ان سے ملنا جلنا کم کردو۔ اور اگر باوجود ان علاجوں کے عورتیں بدکاری کی طرف راغب ہوں تو فاضربوھن انہیں مارو تا کہ وہ گندوں سے بچیں لیکن شرارت سے کام نہ لو اور فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلاً۔ اگر تمہاری اطاعت کرنے لگیں اور بدکاری سے بچ جائیں تو خبردار انپر خواہ مخواہ الزام نہ لگاتے رہنا اور ہمیشہ رحم سے ہی کام لیتے رہو۔ و اتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام اللہ سے ڈرو۔ جسکے نام سے تم اپنی حاجتوں کے متعلق سوال کرتے ہو اور رحمی تعلقات کا بھی بہت لحاظ کرو

عورتوں کی صحت کا خیال رکھو اسلام نے جہاں عورت کی روحانی خبرگیری کا حکم دیا ہے وہاں انکی جسمانی تکالیف کا بھی خیال رکھا ہے اور مردونکو حکم دیا ہے کہ عورت کو دکھ نہ دو اور کسی ایسی بات کو اختیار نہ کرو جس سے اسے جسمانی تکلیف پہنچے چنانچہ حیض کے دنوں میں جماع کرنیسے چونکہ مختلف قسم کی بیماریوں کا اندیشہ ہوتا ہے اسلئے فرمایا۔ کہ یسئلونک عن المحیض قل ھو اذی تجھ سے حیض والی عورتوں کی نسبت سوال کرتے ہیں انکے ساتھ صحبت کرنا دکھ کا باعث ہے اس سے پرہیز کرو

عورت جائیداد کی مالک ہے مالی پہلو سے جہاں دیگر مذاہب اور قوموں نے عورت کی جائیداد کا مالک اسکے خاوند کو قرار دیا ہے اسلام نے خود عورت کو اپنی جائداد کا مالک قرار دیا ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن مردوں کا حصہ وہ ہے جسے انہوں نے کمایا اور عورتوں کا حصہ وہ ہے جسے انہوں نے کمایا یعنی ایسا نہ کرو کہ اسکے مال میں بھی تصرف شروع کر دو کہ یہ ہماری بیوی کا مال ہے جو اسکا مال ہے وہ اسی کا ہے اس سے مرد کو کچھ تعرض نہیں کرنا چاہیئے

عورت وارث ہے عورتوں کو دنیا میں وراثت سے بالکل خارج کر دیا گیا ہے اور ان غریبوں کو اپنے ماں باپ یا خاوند یا اولاد کسی کی جائداد سے کچھ وراثت نہیں ملتی۔ گویا انکا کچھ تعلق ہی نہ تھا خاوند کے مرتے ہی یا والدین کے فوت ہوتے ہی عورتیں دوسرے لوگوں کی دست نگر ہو جاتی ہیں اور انکی زندگی دوسروں کے رحم پر منحصر ہو جاتی ہے لیکن اسلام کا حکم ہے کہ للنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر عورتوں کا بھی حصہ ہے اس مال میں کہ جو والدین چھوڑ مریں یا دوسرے قریبی رشتہ دار (مثلاً خاوند بیٹا بھائی) خواہ وہ تھوڑا ہو یا بہت یعنے ایسا نہ ہو کہ تم کہدو کہ مرنیوالے نے ایسا تھوڑا مال چھوڑا ہے کہ یہ تو مرد حصہ داروں کے لئے بھی کافی نہ ہوگا۔ خواہ کتنا ہی تھوڑا ہو انہیں حصہ دو اور بہت مال دیکھکر بھی لالچ نہ کرو انکے حق ادا کرو

عورت کو طلاق بعض دفعہ میاں بیوی میں ایسی ناچاقی ہو جاتی ہے کہ وہ کسی طرح دور نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں انکا اکٹھا رکھنا گویا دونوں کو جہنم میں ڈالنا ہے جہاں دو دل ایکدوسرے سے متنفر ہوں وہاں سکھ کہاں سے آئیگا اسلئے اسلام نے انہیں جدا ہونیکی اجازت دی ہے لیکن نہایت کڑی شرائط کیساتھ اور ایک دفعہ کی طلاق کافی نہیں رکھی بلکہ تین دفعہ موقعہ دیا ہے تا کہ شاید پھر اصلاح ہو جائے اور طلاق دینے کے بعد بھی جب تک کامل طور پر جدائی نہ ہو انکے حقوق کو تسلیم کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم جہاں تک تمہاری طاقت ہے اسکے مطابق انکو آرام و آسائش سے جہاں اور جس طرح تم رہتے ہو رکھو اور لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن انہیں انکے گھروں سے نکالو نہیں اور وہ خود بھی نہ نکلیں یورپ نے اسکے مقابلہ میں سوائے زنا کے طلاق کی اجازت نہیں دی لیکن اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہزاروں مقدمات زنا کے ہوئے ہیں اور بالکل جھوٹے تا کہ ایکدوسرے سے کسی طرح چھٹکارا ہو۔

دین کے احکام میں عورت آزاد ہے دین کے احکام میں عورت کو آزاد رکھا ہے اگر وہ یہودی یا عیسائی ہو تو اسے اپنے مذہب کو بجا لانیکی کافی آزادی ہوگی۔ اور وہ بغیر اپنے مذہب کے تبدیل کرنیکے مسلمان کے گھر میں رہ سکتی ہے

مہر عورتوں کے مالی پہلو کو مضبوط کرنیکے لئے اور خاوند کے ظلموں سے بچانے کیلئے شریعت اسلام نے مہر کا مسئلہ رکھا ہے اور ہر ایک شخص کو نکاح کے وقت اپنی حیثیت کے مطابق ایک رقم مقرر کرنی پڑتی ہے کہ علاوہ اسکے روزمرہ کے اخراجات کی کفالت کے میں اسقدر رقم اسے ادا کرونگا

کیسی پاک اور صاف یہ تعلیم ہے اور کسطرح بجائے فسادات کے بڑھانیکے محبت اور پیار کا اس میں لحاظ رکھا گیا ہے کیا یورپ اپنی تمام ترقیوں کے باوجود اسکے مقابلہ میں اپنے مرتب کردہ حقوق نسوان کو پیش کر سکتا ہے ہر گز کبھی نہیں

ہم دور کہاں جائیں۔ پنجاب میں عورتیں ارث سے محروم اپنے اموال سے محروم ابھی گھر کی مالک ابھی شریر میاں نے ہاتھ پکڑا۔ اور گھر سے نکال دیا باپ کی خبر ہی نہیں باپ کے اموال زمینوں سے اسکا کوئی تعلق نہیں گویا وہ باپ کی بیٹی ہی نہیں میںنے ایک شریف خاندانی کو نصیحت کی تمہاری پھوپھیاں بعض بہت غریب ہیں۔ تم لوگوں کے پاس زمین ہے۔ اسکا بھی حق ہے۔ تم اللہ سے ڈرو۔ دوڑتا ہوا پھوپھی کے پاس گیا۔ تو حصہ مانگتی ہے۔ تجھکو گوہ دینگے ایک اور بی بی نے مجھے لکھا۔ مسیح و مہدی بھی آئے ہمارا کیا بنا یا میرا خاوند نہ طلاق دیتا ہے نہ آباد کرتا ہے نہ نان نہ نفقہ ہم کیا کریں۔ شریف زادی ہوں کچہریوں سے ناواقف ہوں پولیس سے خائف ہوں اور ممکن ہے اگر وہاں تک جانیکا ارادہ کروں تو قتل کی جاؤں آخر میں نے اسکو لکھا کہ تم استغفار دعا سے کام لو

ایک ملاں نے جب دیکھا کہ لڑکی اب حد سے زیادہ تنگ آگئی ہے تو لڑکی کو باضابطہ مسیحی بنایا پھر علماء سے فتوے لیا تو انہوں نے فتوے دیا مرتدہ کا نکاح باطل ہوگیا۔ اس طرح سے نجات دلاتے ہوئے مشنریوں میں لڑکی پھنسا بیٹھا۔

یہ ہیں دکھ نمونہ از خروارے ولا تمسکوھن ضراراً کا حکم ہوتا تو مشکلات کیوقت اسکو الگ کیا جاتا۔ مگر قانون نے بے دست و پا کر رکھا ہے اور گورنمنٹ کرے بھی تو کیا کرے ✦

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلافت اسلامیہ

ہم عصر پیسہ اخبار نے اپنی ایک پچھلی اشاعت میں سردار دلا گوہر صاحب پنشنر ڈسٹرکٹ جج لدھیانہ کا ایک مضمون شایع کیا ہے ۔جس میں انہوں نے خلافت عثمانیہ پر نہایت عمدگی اور خوبی کیساتھ بحث کی ہے ۔اور ثابت کیاہے کہ موجود خلافت قطعاً اسلامی خلافت کہلانیکی مستحق نہیں ہے کیونکہ اس میں تمام ان امور کی پابندی نہیں کیجاتی جو اسلامی خلافت کیلئے ضروری ہیں ۔ اور پارلیمنٹ کے وجود سے اس شیرازہ قومی کو بالکل بکھیر دیا گیا ہے جو اسلام نے خلافت کے رشتہ میں باندھ دیا تھا انہوں نے دنیاوی نقطہ نظر سے بھی اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ایک ایسے ملک میں جہاں یہودی اور مسیحی کثرت سے آباد ہوں پارلیمنٹ کبھی مسلمانوں کو راس نہیں آسکتی ۔کیونکہ پارلیمنٹ تو باشندوں کے قایم مقاموں کا مجموعہ ہوتی ہے اگر پورے طور سے اس میں باشندوں کو نیابت دیگئی تو حکومت سچا سے مسلمانوں کے ہیچوں کے قبضہ میں چلی جائیگی ۔خصوصاً جبکہ انکی پشت پنہ بہت سی مسیحی حکومتیں ہیں ۔جو ان کے قول کی تائید کے لئے ہر وقت آمادہ و تیار رہیں گی ۔

دنیاوی پہلو سے بہت زیادہ اہم مذہبی پہلو ہے اور اس پہلو کو بھی انہوں نے جس خوبی سے نباہا ہے ۔ اسپر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں وہ لکھتے ہیں کہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ مشورہ قرآن شریف سے ثابت ہے اور پارلیمنٹ بھی مشیروں کی ایک مجلس ہے ۔پھر اس کو کیوں مخالف ہدایت اسلامی کہا جائے ۔ اس اعتراض کا جواب میں یہ دوں گا کہ مجلس شوریٰ جسکا اشارہ قرآن شریف میں ہے ۔ہرگز پارلیمنٹ کے درجہ میں ذی اختیار نہیں ۔ بلکہ ان کا صرف یہ کام ہوتا ہے کہ مہمات ملکی میں اپنا مشورہ اولی الامر کے سامنے پیش کریں اگر اولی الامر نے مان لیا بہتر ۔ورنہ حکم اولی الامر اس پر غالب رہتا ہے ۔" پھر آگے چلکر لکھتے ہیں کہ پارلیمنٹ تو خود ہی صاحب حکم بنجاتی ہے ۔مسلمانوں میں کبھی بھی اس قسم کی پارلیمنٹ جاری نہیں ہوئی ۔البتہ خلیفہ بمشورہ قوم منتخب ہوا کرتا تھا ۔مگر بعد انتخاب کے جب تک وہ مسند حکومت پر رہتا تھا اس کا حکم سب پر واجب التعمیل ہوا کرتا تھا ۔ خدا نے مسلمانوں کو مشورہ کا حکم دیا ہے نہ پارلیمنٹ کا ۔ یہ مسلمانوں پر غلط الزام ہے ۔کہ انہوں نے پارلیمنٹ کا عنصر ڈالا ہے

پھر آگے چلکر لکھتے ہیں ۔کہ اب دوسری ذیل سنو جو یہ ہے کہ خدا نے اپنے حکم کی فرمانبرداری کا ارشاد کیا ۔ اور رسول کے حکم کی اور پھر تیسرے درجہ میں اولی الامر کے اس حکم کی آیت سے اولی الامر کا وجود ضرور ہے ۔کہ مسلمانوں میں موجود ہو اور وہ شخص خاص ہونا چاہیئے ۔بعض اشخاص جو اس آیت سے علماء وقت مراد لیتے ہیں ۔وہ میرے خیال میں صحیح نہیں ہے ۔کیا معنے کہ ایک ہی زمانہ میں بہت سے عالم صاحب اجتہاد ہوتے ہیں ۔ اور ہر ایک کا اجتہاد جداگانہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ شخص مطیع ایک ہی وقت میں جداگانہ اجتہادوں کی تعمیل کر سکے ۔تعمیل تو اس حکم کی ہو سکتی ہے جس میں اختلاف نہ ہو ۔کیونکہ رعایا پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تک حکم خدا و رسول کی مخالفت نہ ہو ۔ اولی الامر کا حکم دل و جان سے قبول کر کے تعمیل کریں ۔ پھر آگے چلکر کیا سچا فقرہ لکھتے ہیں کہ "یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں ۔کیونکہ یہ خود ہی مجرم ہیں ۔"

ہم سردار دلا گوہر صاحب کی تحریر کے ساتھ بالکل متفق ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے خلافت کا حکم دیا ہے اور جس کے ماتحت رہنے کی کل مسلمانوں کو تاکید کی ہے وہ ایسی خلافت نہیں ہے ۔جیسے کہ آجکل کے بادشاہوں کی حکومت ہے کہ گو بظاہر وہ بادشاہ کہلاتے ہیں ۔لیکن دراصل کسی معاملہ میں آزادی سے رائے نہیں دے سکتے ۔ اور رعایا کی نسبت بھی ان کے حقوق کم ہوتے ہیں ۔ کیونکہ رعایا کسی حکم کے خلاف اپنی آواز اٹھا سکتی ہے ۔ لیکن موجودہ بادشاہوں کو اتنا اختیار بھی نہیں دیا گیا ۔ اسلامی خلافت ایک شاندار چیز ہے ۔جسے چھوڑ کر مسلمان کبھی سکھ نہیں پا سکتے ۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ خلیفہ کا مقابلہ کر کے مسلمانوں پر ایسی نحوست چھا گئی ہے ۔کہ ان کی دعائیں تک اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا ۔لیکن ہم اس بات کے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ وہ خلافت عثمانیہ کی مخالفت کا نتیجہ ہے ۔ بلکہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ رسول کریم کے حقیقی جانشین کی مخالفت کے سبب مسلمانوں پہ یہ عذاب نازل ہوا ہے ۔ اور اس وقت تک وہ ان مصایب سے نہیں چھوٹیں گے ۔جب تک اسکی اطاعت کیطرف متوجہ نہ ہوں خدا کا منشاء ہے کہ وہ اس خلیفہ کی معرفت دنیا پر اسلام کو غالب کرے ۔ لیکن لوہے کے ہتھیاروں اور توپ کے گولوں کے ساتھ نہیں ۔ بلکہ نصرت الٰہی اور دعاؤں کے ساتھ ۔جس خدا نے پہلے دشمن کی تلوار کا جواب تلوار سے دینے کا حکم دیا ہے ۔ اب اس خدا نے اسلام کے دشمنوں کا جواب دلایل صحیحہ اور براہین قاطعہ سے دینے کا حکم دیا ہے ۔چونکہ اسلامی خلافت پر آجکل بہت زور سے بحث ہو رہی ہے ۔ اور بعض لوگ قرآن و حدیث سے لوگوں کو مغالطہ میں ڈال رہے ہیں ۔ اس لئے میں انشاء اللہ تعالیٰ اگلے پرچہ میں اس مضمون پر کچھ لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں واللہ المستعان ۔لیکن سردار صاحب کو اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں ۔ کہ آسمانی خلافت کی موجودگی میں وہ کیوں ایک وہمی خلافت کی تیاری کا مشورہ دیتے ہیں ۔ انہیں چاہیئے کہ اس بات کو قبول کریں جسے خدا نے پسند کیا ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زمینی اور آسمانی مصلحین میں فرق

سر سید (علی گڑھی) اور احمدؑ (قادیانی)

ہمارے زمانہ میں ہندوستان میں چار بڑے بڑے آدمیوں نے اصلاح قوم کی کوشش کی ہے ۔ ان میں سے راجہ موہن رائے ۔ پنڈت دیانند ۔ اور سر سید احمد صاحب کی ایک ہی طرز ہے ۔ یہ ہوشیار دنیادار آدمی تھے ۔ان لوگوں کے سامنے جو ہند کے مغرب کے ساتھ تعلقات ہو کر تغیرات ہو رہے تھے ۔ ان کا ان لوگوں پر ایسا اثر پڑا ۔کہ یہ لوگ دنیاوی طاقتوں اور دنیاوی جاہ و جلال اور دنیاوی علوم کے سامنے سربسجود ہو گئے ۔گویا یہ لوگ یورپ کی بانسری تھے ۔ جو کچھ یورپ نے کہا انہوں نے بجایا ۔ اس واسطے ان لوگوں نے باوجود اس کے مختلف طریقوں کے ماتحت تھے ۔ اور مختلف مذاہب کے پیرو تھے ۔ اللہ تعالیٰ کے خاص برکات اور انعامات جو وہ اپنے خاص بندوں پر کرتا ہے ۔ ان کا انکار کر دیا ۔ اور ان سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ انسان کا اللہ تعالیٰ سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہو سکتا ۔ اس زمانہ کے اثر کے نیچے آکر ۔ اور مادہ پرست یورپ کے ماتحت ان سب نے الہام و وحی سے انکار کیا معجزات و کرامات سے انکار کیا ۔ فرشتوں کے وجود اور دعاؤں کی قبولیت و تاثیرات سے انکار کیا ۔ غرضیکہ ان لوگوں کی تعلیم و فلسفہ انبیاء اور خدائی لوگوں کی تعلیم و تجربہ کے بالکل خلاف تھا ۔ یہ لوگ ابناء زمان تھے ۔ اور مصلحت وقت مدنظر رکھتے تھے ۔ان لوگوں کا ملہم خدا نہیں تھا ۔

جو نبیوں کو الہام کیا کرتا ہے۔ انکا ملہم زمانہ تھا۔ جس میں وہ رہتے اور چلتے پھرتے تھے۔ اور وہ دنیا کی نئی روشنی تھی جو ان کے ارد گرد پھوٹ رہی تھی۔ جو خیالات عوام بڑے زور سے اپنے دلوں میں محسوس کر رہے تھے۔ اور اپنی سستی اور بعض شبہات یا مخالفت کے خوف سے اپنی زبان پر نہیں لاتے تھے۔ ان لوگوں نے ذرا ہمت اور ہوشیاری سے کام لیکر لوگوں کے سامنے ان خیالات کا اظہار حالت زمانہ کو مدنظر رکھکر ایک موزون پیرایہ میں کر دیا۔ پھر تو کیا تھا۔ لوگ حال کھیلنے والوں کی طرح پہلے سے تیار تھے۔ ہر طرف سے مرحبا مرحبا کی آوازوں سے زمین ہند گونج اٹھی۔ اور لوگوں میں قبولیت پھیل گئی۔ جس طرف ہوا چل رہی ہو۔ اس طرف اُڑنا آسان ہوتا ہے۔ اس لئے ہندو اور مسلمانوں نے فوراً ان لوگوں کی طرز اور خیالات [illegible] لگا [illegible] کے پیشوا تسلیم کر لئے گئے۔

لیکن حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرز اور تعلیم ان لوگوں کے بالکل برعکس تھی آپ کا ملہم یہ موجودہ زمانہ نہیں تھا۔ بلکہ وہ ذات پاک تھی جو لم یزل ولا یزال ہے۔ جو تغیر پذیر نہیں ہے۔ جو ان تمام جہانوں کا پالنے والا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) خود نہیں اُٹھے بلکہ خدا تعالے نے آپ کو اُٹھایا۔ آپ خود انسانی طاقتوں سے نہیں بولے بلکہ اللہ تعالے نے آپ کو بلوایا۔ آپ زمانہ سے مرعوب نہیں ہوئے۔ کیونکہ آپ نے خدا کی طاقت کی چٹان پر کھڑے ہو کر جو سب سے اعلیٰ اور اونچی ہے دنیا کو پکارا اور وہی غیر متبدل اور حقیقی سچائی دنیا کو سنا دی۔ جو اس سے پہلے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سناتے۔ اور بتاتے چلے آئے تھے۔ آپ نے صرف دعویٰ ہی نہیں کیا۔ کہ اجابت دعا اور اللہ تعالے کا انسان کے ساتھ براہ راست کلام کرنا۔ اور براہ راست اسکی مدد کرنا صحیح ہے۔ بلکہ آپ نے ان تمام برکات کا عملی رنگ میں ثبوت دیا۔ کیونکہ آپ خود ان خاص برکات کے مورد تھے۔ اور ان باتوں کو عقلی دلایل سے ہی ثابت نہیں کیا بلکہ اپنے تجربہ کو لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ اور جن لوگوں نے تکبر کو چھوڑ کر آپکی پیروی اختیار کی ان سب نے اپنی ذات میں اس تجربہ کو صحیح پایا۔ اس لئے یہ باتیں آپ کی جماعت کے دل میں ایسی مضبوطی سے گڑ گئی ہیں۔ کہ کوئی مخالف خیالات اور دلایل انہیں متزلزل نہیں کر سکتے۔ کیا ایک تجربہ اور دلایل

سے بہتر نہیں ہے؟۔ (فتح محمد۔ ایم۔ اے)

لطیفہ

مسیحی صاحبان کی عادت ہے۔ نہایت متانت اور سنجیدگی سے ایک اعتراض کر دیتے ہیں۔ اور چہرہ پر استہزاء کے آثار بالکل نہیں پائے جاتے اور زبان سے برابر کہے چلے جاتے ہیں کہ ہم صلح چاہتے ہیں اور خداوند یسوع مسیح نے ہمیں نہایت نرمی برتنے کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ نہایت نرم الفاظ میں دوسرے مذاہب کے پیشواؤں پر سخت سے سخت اعتراض کر دیتے ہیں۔ اسی طرح ایک واقعہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم سے پیش آیا۔ آپ سے ایک دفعہ ایک پادری ملا۔ اور اس طرح مخاطب ہوا:۔

پادری صاحب ”مولوی صاحب ایک بات عرض کروں اگر ناراض نہ ہوں“

مولوی صاحب ”آپ اگر ایسی بات ہی نہ کریں جو ناراض کرنے والی ہو تو میں ناراض کیوں ہونگا“

پادری ”سنا ہے کہ آپ کے مرزا صاحب سیالکوٹ میں پندرہ بیس روپیہ پر ملازم تھے؟“

مولوی صاحب ”جی ہاں میں نے بھی سنا ہے۔ کہ آپ کا یسوع گلیوں میں چارپائیاں درست کرتا پھرتا تھا“ (انجیل میں لکھا ہے کہ یسوع یوسف نجار (ترکھان) کا بیٹا تھا)۔

پادری صاحب ”آپ تو ناراض ہو گئے“

مولوی صاحب۔ ”نہیں میں تو ناراض نہیں ہوا۔ آپ بیشک ناراض ہو گئے ہیں“

اس کے بعد پادری صاحب خاموشی سے اٹھکر چلے گئے۔

حضرت اقدس کی پرانی نظمیں

کجا آن مقصدے را جاے باشد
کہ رفت از حضرت علیائے سلطان
الا گر عافیت خواہی بناچار
بباید برد فرمان ہائے سلطان
کسے کو خویشتن را بندہ داند
کجا گیرد دگر در جائے سلطان
گدا را راے باشد حسب قدرش
نہ چوں راے جہاں پیمائے سلطان
ز جان و مایہ و عزت بشو دست
اگر سر تابی از ایماے سلطان
ہنوزت از سیاست ناخبر نیست
کہ سے بینی تحمل ہائے سلطان
بزرگاں سر فرو آرند فی الفور
بحکم در گہ والا ئے سلطان
نشان گردش بخت است وادبار
زدن راے خلاف رائے سلطان
مرو بیروں ز قانون شریعت
مزن راے خلاف رائے سلطان
بزنداں مے فتد آن شوخ کز جہل
ندارد از خطا پرواے سلطان
ہماں باید گزیدن از سر و چشم
کہ باشد اندراں ایماے سلطان
کند با جان خود بازی بھولے
کہ پیند ارد دگر ہمتاے سلطان

الفضل

(از ڈاکٹر محمد حسین صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ امرتسر)

تحصیل فضیلت ہے یہ بیٹھا کو سفر میں × بیٹھا ہوا اک فضل کا دریا تری گھر میں
دور ای مرض جہل کہ اعجاز شفا ہو ٭ اکسیر ہو ابن مسیحا کے اثر میں!
مقصود ہو ان نیک خیالات کی ترویج × جو درج ہیں قرآں میں حقیقت تحریر جزیں
اسلام کی امداد ہو اسکی اشاعت × منزل گہ مقصود ہو اس آگے نظر میں؟
شہرہ ہے زمانے میں ہر اک طرز بیاں کا + ہر بات کبھی ہے نظر اہل نظر میں
ایمان میں جو چیز ہے وہ چیز عمل ہے × اعمال ہیں عملوں کے نتائج میں اثر میں
محمود کا ذمہ ہو کہ محمود ہو عقبے ا × پتھر کو گہر کرتے ہیں وہ ایک نظر میں
الفضل کا اجرا ہو جو بیدار ہاں ہو × حیرت سی ہے خورشید فلک شعبدہ گر میں
ہر وقت تمنا ہو یہ ہر وقت دعا ہو × یہ شاید مقصود ہو ہر ایک کے بر میں۔
کوئی نہ ہو جسکو نہ ترقی کی ہوس ہو × جتنے ہیں نہائے ہیں نم دیدہ تر میں
اللہ یہ کیا معجزہ رنگ سخن ہو! × یہ رنگ ہو گل میں نہ یہ لذت ہو ثمر میں
تنویر سراپا ہو کہ ہے نور عشق × اک کو جو ضیائیں ہیں نہیں شمس و قمر میں

اب درخواستیں نہ بھیجیں

پچھلے ہفتہ جز دین کا نوٹس دیا گیا تھا اس کے لئے دگنی تگنی درخواستیں آ گئی ہیں اسلئے اب کوئی صاحب درخواست بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ کریں البتہ پھر کوئی موقعہ نکلا تو اطلاع دیں گے (مینیجر)

خطبہ جمعہ

۴۔ جولائی کو حضرت خلیفۃ المسیح نے سورۂ فرقان کے آخری رکوع پر پڑھا +

فرمایا۔ میری۔۔۔ نیت اس رکوع کے سُنانے میں یہ ہے کہ کسی کو اس پر عمل نصیب ہو جائے اور وہ اسے اپنا دستور العمل بنائے +

اس میں بتایا ہے کہ رحمٰن کے پیارے۔ رحمٰن کے پرستار کون ہیں۔ دیکھو اس وقت تم بیٹھے ہو۔ سب کی آوازوں میں اختلاف۔ لباسوں میں اختلاف۔ مکانوں میں اختلاف صحبتوں میں اختلاف۔ مذاقوں میں اختلاف۔ غرض اختلاف ایک فطری امر ہے۔ اب خدا ہی کا فضل ہے کہ تم ایک وحدت کے نیچے آگئے ہو۔ میں کبھی گھبرایا نہیں کرتا۔ کہ فلاں شخص کو کیوں ہمارا خیال نہیں۔ کیونکہ میرے مولیٰ کا ارشاد ہے۔ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک پس جس پر فضل ہوا۔ وہ اختلاف سے نکل کر وحدت اِرادی کے نیچے آجائے گا +

اس رکوع میں اللہ نے ان باتوں کیطرف متوجہ کیا ہے جن پر چلکر انسان اختلاف سے بچ سکتا ہے +

گالی کا جواب گالی یہ جوانمردی کی بات نہیں۔ جو ایک گالی پر صبر نہیں کرتا اسے پھر سو گالیوں پر صبر کرنا پڑتا ہے۔ اختلاف تو بیشک ہوتے ہیں کیونکہ ہماری فطرتوں میں اختلاف ہے۔ مگر عباد الرحمٰن کا طریق یہ ہے کہ وہ دُنیا میں اپنی روش سکینت و وقار کی رکھتے ہیں۔ تکبر و تجبر و عصیان سے کام نہیں لیتے۔ بھاری بھرکم رہتے ہیں۔ وہ ہر معاملہ میں صبر و عاقبت اندیشی سے کام لیتے ہیں کیونکہ اختلافوں سے بچنے کی راہ یہی ہے۔ میرا ایک اُستاد تھا اس نے مجھے نصیحت کی کہ دُنیا میں سکھی رہنا چاہتے ہو تو اپنے تئیں ایسا نہ بناؤ کہ اپنے خلاف ہونے سے گھبرا جاؤ۔ اور دوسروں سے لڑنے لگو +

رحمٰن کے پرستار۔ رحمٰن کے پیارے وہ ہیں۔ جو سخت بات سُننے پر سلامتی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں +

دوم وہ رات عبادت میں گزار دیتے ہیں۔ کبھی کھڑے ہو کر جناب الٰہی کو راضی کرتے۔ کبھی سجدہ میں پڑ کر +

سوم راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دُعائیں مانگتے ہیں۔ اپنے مولیٰ کے آگے گڑگڑاتے ہیں +

چہارم وہ ان لوگوں کیطرح نہیں۔ جو روپیہ ہاتھ لگتے پر جھٹ ناجائز جگہ پر خرچ کر دیتے ہیں بلکہ سوچ سمجھ کر ضرورت حقہ پر درمیانی راہ اختیار کرتے ہیں +

پنجم وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں جانتے۔ اور اپنے تئیں ہلاکت میں نہیں ڈالتے۔ اور نہ قتل کرتے ہیں۔ نہ زنا کرتے ہیں۔ کیونکہ جو ایسا کرتا ہے وہ سزا پاتا ہے +

رحمٰن کے پیارے تو ایسے افعال شنیعہ سے بچتے رہتے ہیں اور سنوار والے کاموں میں اپنا وقت خرچ کرتے ہیں +

دوسرا خطبہ

دوسرے خطبہ میں فرمایا:۔

مسلمانوں سے حمد اُٹھ گیا۔ وہ کبھی اپنی حالت پر راضی نہیں ہوتے۔ اور نہ خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ جب سے حمد و شکر اُٹھا۔ خدا تعالےٰ کا انعام بھی اُٹھ گیا۔ وَ لئن شکرتم لازیدنکم کو نہیں سمجھے۔ تم اللہ تعالےٰ کی بہت حمد کیا کرو۔ ہماری کتاب بھی الحمد للہ سے شروع ہوتی ہے ہمارے خطبے بھی الحمد سے شروع ہوتے ہیں۔ اس خطبہ میں دو بار الحمد ہے۔ الحمد للہ نحمدہٗ۔ اور اس حمد کے لئے اسی سے مدد طلب کرو۔ اور اللہ کو ہر حال میں یاد رکھو۔ وہ تمہیں یاد رکھے گا +

ہندوستان کی خبریں

برہما کے تمام حصوں سے ڈاکوؤں کی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ ان ڈاکوؤں میں تین چار سے لے کر دس پندرہ آدمی تک شامل ہوتے ہیں۔ اور اکثر اسلحہ اور گولی اور بارود کے ذخیرہ سے لیس ہوتے ہیں۔ لوٹ کے مال کی مقدار بھی عموماً دو چار سو سے لے کر ہزاروں تک پہنچتی ہے +

احاطہ بمبئی (ماسوائے سندھ) کی تجارتی رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ دوران سال گزشتہ میں احاطہ کی بحری تجارت ۲۔ ارب ۲۰۔ کروڑ تک پہنچ گئی تھی۔ جس میں سال ماسبق کی تجارت سے ۴۱ کروڑ کا اضافہ نمایاں تھا +

کانپور میں ایک جدید سڑک تعمیر کرنے کے لئے مچھلی بازار کی مسجد کے بیرونی حصہ کو گرانے کی تجویز پر جو تنازعہ چلا آتا تھا یکم جولائی کو اس کا فیصلہ اس طریق سے کیا گیا کہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے خود موقعہ پر جاکر اور فوج کو چاروں طرف بغرض حفاظت تعینات کر کے مسجد مذکورہ کا وہ حصہ گرا دیا +

ہندوستان اور مندرجہ ذیل مقامات کے درمیان مدراس کے راستہ سے تاروں کا نرخ حسب ذیل مقرر ہوا ہے۔ پنانگ اور سنگاپور کے لئے ۱۲؍ فی لفظ کوچین ۱۴؍ ہانگ کانگ ۱۴؍ مانیلا ۱۷؍۔ انہیں پیاموں کو برہما کے راستے بھیجنے کی حالت میں ۲؍ فی لفظ زیادہ لئے جاویں گے +

موجودہ انتظام کے مطابق ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب شملہ سے ۲۶ جولائی کو روانہ ہونگے۔ اور انبالہ۔ لاہور راولپنڈی۔ اور جالندھر کا دورہ کرتے ہوئے ۴ اگست کے قریب واپس شملہ پہنچیں گے +

ہز ہائینس سر رنبیر سنگھ کے سی۔ ایس۔ آئی کنور صاحب پٹیالہ عنقریب عہدہ وزارت پر سرفراز ہونے والے ہیں +

گورنمنٹ ہند نے ½ ۳ فیصدی سالانہ شرح سود پر ۳ کروڑ روپیہ قرض لینے کا اعلان کیا ہے +

سالیور کے پل کا حادثہ۔ اس حادثہ میں جو ایک انجن اور سات گاڑیاں پل پر سے دریا میں گر پڑی تھیں وہ اب ماسوائے انجن کے پل پر سے نکال لی گئی ہیں کہتے ہیں کہ جس وقت یہ گاڑیاں دریا میں گریں۔ اس وقت پانی ۴۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بہ رہا تھا +

بنک آف بنگال نے اپنی شرح سود گھٹا کر ۴ سے ۳ فیصدی۔ اور بنک آف بمبئی نے ۵ سے ۴ فیصدی کر دی ہے +

ایک بنگالی ہندو نے ایک سادہ لوح شخص سے ہزار کے نوٹ آٹھ آٹھ سو روپیہ پر فروخت کرنے کے وعدے سے پانچ نوٹوں کے لئے ہزار بارہ سو روپیہ وصول کیا۔ اور کسی حیلہ سے بھاگ نکلا۔ آخر پولیس نے گرفتار کر کے اس کا چالان کر دیا ہے +

یہ قطعی طور پر طے ہو چکا ہے کہ حضور وائسرائے امسال برہما تشریف نہیں لے جاوینگے۔ بلکہ جنوبی ہند کا دورہ فرماوینگے

مہاراجہ صاحب دربھنگہ نے اور ایک لاکھ روپیہ ہندو یونیورسٹی فنڈ میں بھیجدیا ہے۔ گویا تین لاکھ روپیہ آپ ادا کر چکے ہیں +

حیدرآباد دکن کے وزیر اعظم نے حکم دیا ہے کہ آیندہ کوئی شادی شدہ [illegible] +

ایک اور عظیم الشان نشان

یاحسرۃً علی العباد ما یأتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءُون۔ اے افسوس لوگوں پر کہ جب کبھی کوئی رسول انکے پاس آتا ہے تو وہ اس سے ہنسی کرتے ہیں وان یروا کل اٰیۃ لا یؤمنوا بھا اگر سب کی سب آیات بھی دیکھ لیں تو ایمان نہیں لائینگے۔ جب یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر ایک رسول کی مخالفت کی جاتی ہے اور اس سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے تو اس زمانہ کا مجدد مسیح موعودؑ اس سے کیونکر مستثنٰی ہو سکتا تھا۔ اگر لوگ اس سے استہزا نہ کرتے۔ اگر اسکی مخالفت نہ کیجاتی تو وہ کیونکر سچوں میں شمار کیا جاتا۔ شریر اپنی شرارت سے کیونکر باز آسکتا ہے۔ بدمعاش اپنی فطرت کو کیونکر بھول سکتا ہے جب آدم علیہ السلام کا مثیل پیدا ہوا۔ تو ابلیس کے مثیل کیوں پیدا نہ ہوتے۔ لیکن گو سچوں کی مخالفت اٹل ہے اور اسی طرح اٹل ہے جس طرح موت۔ مگر پھر بھی جس طرح ایک رشتہ دار یا عزیز کی موت پر افسوس ہوتا ہے اسی طرح ماموریں کی مخالفت کرنیوالوں پر بھی افسوس ضرور ہوتا ہے کیونکہ قوم کی مصیبت کوئی چھوٹی سی مصیبت نہیں ٭ حضرت مسیح موعودؑ کے منکرین ہمیشہ یہی کہینگے لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ کوئی نشان دکھاؤ تب مانینگے۔ لیکن باوجود ہزاروں نشان دیکھنے کے کبھی نہ مانا۔ سوائے ایک قلیل جماعت کے وقلیل من عبادی الشکور ٭ اب ایک اور تازہ نشان ظاہر ہوا ہے دیکھیں اسکے طفیل اللہ تعالیٰ کس کس کو ہدایت دیتا ہے حضرت صاحب نے اپنی کتاب نشان آسمانی میں آج سے سترہ سال پہلے لکھا تھا کہ "حدیثوں کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدیؑ کے ظہور کے وقت ترکی سلطنت کچھ ضعیف ہو جائیگی اور عرب عرب کے بعض حصوں میں نئی سلطنت کے لئے کچھ تدبیریں کرتے ہونگے اور ترکی سلطنت سے چھوٹنے کیلئے طیار ہونگے سو یہ علامات مہدیؑ موعود اور مسیح موعود کی ہیں جس نے سوچنا ہو سوچے"۔ اس عبارت کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج سے سترہ سال پہلے حضرت صاحب نے بعض حدیثوں سے استخراج کر کے یہ پیشگوئی شائع کی تھی کہ ایک یہ بھی میری سچائی کی علامت ہے کہ عرب کے بعض علاقے ترکوں سے بغاوت کر کے خودمختاری حاصل کرنا چاہینگے جب پیشگوئی شائع کی گئی تھی وہ زمانہ سلطان عبد الحمید کا تھا جو عربوں سے بہت دوستی رکھتا تھا لیکن آج سترہ سال بعد خدا نے اس بات کو پورا کر دیا۔ اور نوجوان پارٹی کے آتے ہی عرب ترکوں سے بدظن ہو گئے چنانچہ جن ناظرین نے سید ادریسی کا خط جو کئی ہفتے الفضل میں چھپ رہا ہے پڑھا ہوگا۔ انھیں معلوم ہوگا کہ یمن کے لوگ کسطرح ترکوں سے علیحدہ حکومت قائم کرنے کے درپے ہیں۔ اب تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ نجد کے امیر نے بھی ترکوں سے بغاوت اختیار کی ہے اور انھیں مار کر پیچھے ہٹا دیا ہے اور علاوہ اس حصہ کے جسپر وہ پہلے سے قابض تھا وہ سواحلی حصہ جو ترکوں کے ماتحت تھا۔ اسپر بھی قبضہ کر لیا ہے اسکے پہلے کویت کا امیر بھی خودسر ہو چکا ہے کیا یہ بات چشم بصیرت رکھنے والوں کے لئے کافی نہیں الم یأن للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ۔ اے دیکھنے والو دیکھو اور اے سننے والو سنو کہ خدا کا موعود مسیح آگیا ہے۔ اور قرآن و حدیث نے اس پر گواہی دی ہے اور زمین و آسمان نے اسکی سچائی پر مُہر لگا دی ہے اور خدا کی گواہی کے بعد اب تم کس بات کے منتظر ہو۔ قل ای شیءٍ اکبر شھادۃ ٭

(خاکسار میرزا محمود احمد)